مسلسل اشاعت کے اکیاون سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

603-4 صفر، ربیع الاول ۱۴۳۸ نومبر-دسمبر ۲۰۱۵

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول — مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ — مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 51

شمارہ نمبر 2-3

صفر، ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

نومبر، دسمبر ۲۰۱۵ء

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ کی المناک جدائی اور خصوصی اشاعت ...... مولانا راشد الحق — ۲
- دہشتگردی کے اصل محرکات، اسباب اور علاج ○ سقوط ڈھاکہ میں بنیادی کردار نظریہ پاکستان سے انحراف ○ اسلامی ممالک کا فوجی اتحاد ○ زلزلے اور قدرتی آفات۔ از: حضرت مولانا سمیع الحق — ۳
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا حافظ عرفان الحق — ۱۵
- اعمال صالحہ میں مسابقت .... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق — ۲۷
- عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کی ضرورت .... مولانا عبدالماجد رفیق — ۳۳
- مسلم ممالک کا فوجی اتحاد، اندیشے۔ امیدیں .... مولانا محمد نفیس خان ندوی — ۴۱
- خطبات مشاہیر .... جناب اسداللہ خان غالب — ۴۴
- مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی حدیثی خدمات: ایک مطالعہ .... محترمہ عائشہ خاتون — ۴۷
- مغربیت اور جدیدیت کی علمی تردید کے چند مراحل .... ڈاکٹر سید خالد جامعی — ۵۲
- حضرت مولانا قاضی فضل منان حقانی عمرزئی کی رحلت .... مولانا ابوالمعز حقانی — ۵۵
- شرح صحیح مسلم ایک عظیم شاہکار .... مولانا محمد اسلام حقانی — ۵۷
- نباتات قرآن خردل (رائی) .... مولانا عبد الرزاق — ۶۲
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی — ۶۷
- تعارف و تبصرہ کتب .... مولانا اسرار ابن مدنی — ۷۰

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

فون نمبر: +92 923 -630435

فیکس نمبر: +92 923 -630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحقؒ مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز مولانا راشد الحق سمیع

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر

سید شیر علی شاہ صاحب کی المناک جدائی

اور ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت

دارالعلوم حقانیہ کے مایہ ناز استاد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحبؒ طویل علالت کے بعد ۳۰ ر اکتوبر ۲۰۱۵ کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم موصوف ایک عظیم محدث، مفسر، ادیب، مصنف اور محقق ہونے کیساتھ ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے جید اور ابتدائی فضلاء میں سے تھے اور جامعہ کے مرکزی شیخ الحدیث تھے، ان کی علمی، ادبی، تحقیقی، تصنیفی، سیاسی، جہادی، روحانی اور مطالعاتی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ دارالعلوم حقانیہ کا علمی اور تحقیقی مجلہ ماہنامہ ''الحق'' ان کی حیات وخدمات کے اعتراف میں ایک عظیم الشان خصوصی اشاعت کا اہتمام کررہا ہے۔

قارئین ''الحق'' وفضلائے حقانیہ سے اُن کی علم وادب سے وابستگی اور حضرت شیخ صاحبؒ سے تعلق وخاطر کی بناء پر درخواست کی جاتی ہے کہ اُن کی یاداشتیں، شعروادب سے معمور محفلیں' فقیرانہ و درویشانہ زندگی، علمی جلالت قدر، محدثانہ عظمت شان، درسی افادات، مجاہدانہ کارنامے، خطبات ومکتوبات وغیرہ کے کسی بھی پہلو اور جہت پر آپ اپنے قیمتی تاثرات واحساسات، مقالات ومضامین کی شکل میں ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت کیلئے ارسال فرمائیں تو یہ حضرت شیخ صاحبؒ کے ساتھ آپ کی وابستگی اور وفاداری نبھانے کا بہترین ذریعہ اور آئندہ نسلوں کیلئے ایک تاریخی دستاویز اور حضرت شیخ صاحبؒ کے فکروفن اور علم و دانش پر تحقیق کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔

الحمدللہ خصوصی اشاعت پر کام بہت تیزی سے جاری ہے، تقریباً چار سو صفحات کی کتابت ہو چکی ہے، ملک بھر کے جید علمائے کرام اور بڑی علمی وادبی شخصیات نے خصوصی تحریرات لکھی ہیں اور آئندہ ایک ماہ میں ان شاء اللہ دیگر اہم شخصیات بھی اپنے مضامین بھجوا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ عنقریب ہی یہ اشاعت خاص قارئین ''الحق'' کے ہاتھوں میں ہوگی۔ آپ حضرات سے اس سلسلے میں ہر قسم کے تعاون وسرپرستی کی امید ہے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

دہشت گردی کے اصل محرکات، اسباب اور علاج

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں مولانا سمیع الحق کا خطاب

پچھلے دنوں رابطہ عالم اسلامی کے جلیل القدر عالم وفاضل سیکرٹری جنرل علامہ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی اسلام آباد کے دورے پر آئے ہفتہ بھر ان کے اعزاز میں مختلف تقریبات کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا اس سلسلہ میں سب سے اہم تقریب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایوان اقبال اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ''دہشتگردی، فرقہ واریت کے خاتمے میں علماء کا کردار'' کے موضوع پر منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی ڈاکٹر عبداللہ الترکی حفظہ اللہ تھے اور عالم اسلام کے کئی چیدہ چیدہ علماء سکالرز اور اہم مذہبی وسیاسی رہنماؤں نے بھی خطاب کیا دارالعلوم حقانیہ کے چانسلر اور جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی اس موضوع پر مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا جسے ٹیپ ریکارڈ سے صاحبزادہ اسامہ سمیع نے منتقل کیا جو یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد لله و كفى والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفىٰ اما بعد:

حضرات گرامی! مہمان گرامی ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی علماء ودانشوران اسلامی ممالک وزیر مذہبی امور جمہوریہ ترکی وعمائدین اسلام یونیورسٹی خصوصا مولانا ڈاکٹر یوسف احمد الدرویش، پروفیسر ڈاکٹر یاسین معصوم زئی صاحب!

اس تقریب کے ایجنڈے میں دو باتیں شامل ہیں ایک فرقہ واریت اور دوسری چیز ''ارہابیت کے بارے میں علماء کا کردار'' ان اہم موضوعات پر اسلامی یونیورسٹی کا اس تقریب کے انعقاد پر شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص رابطہ عالم کے اسلامی جلیل القدر عظیم المرتبت سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی حفظہ اللہ کی اسلام آباد آمد پر صمیم قلب سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

حضرات گرامی! فرقہ واریت مسلمانوں اور عالم اسلام کے لئے بہت مہلک ہے، ۱۹۹۵ء میں ملی یکجہتی کونسل کے قیام میں خود داعی تھا اور تمام مکاتب فکر اکٹھے جمع ہوگئے اور بہت کوششیں کیں۔ کئی سال قبل یہ فرقہ واریت بالکل ختم ہوگئی اور الحمدللہ ان کوششوں سے بڑا فرق پڑا اور ہم ایک جامع اور اہم ضابطہ اخلاق

پر متفق ہو گئے جو تاریخ میں پہلی مثال ہے ہمیں ان دونوں چیزوں کی بنیادوں پر سوچنا ہے کہ یہ دونوں چیزیں کیوں اور کہاں سے آرہی ہیں تو الحمد للہ فرقہ واریت کے خلاف ہم ہمیشہ کوشش کر رہے ہیں ہمارے مدارس میں بھی فرقہ واریت کی تعلیم کہیں نہیں دی جاتی ،بڑی وسعت قلبی سے پڑھاتے ہیں ،اور وسعت قلبی سے نصاب بنایا گیا ہے، نصاب میں شیعہ علماء کی کتابیں بھی ہیں جو ہم پڑھاتے ہیں مثلاً شرح تہذیب ایک ایرانی شیعہ کی تالیف ہے اور کئی چیزیں ہیں ہم معتزلہ کی کتابیں بھی پڑھاتے ہیں تفسیر کشاف پڑھاتے ہیں اور ہم اسے ایک اہم اور ضروری تفسیر سمجھتے ہیں علامہ زمخشریؒ جو مشہور معتزلی ہیں مگر یہ تعصب آڑے نہیں آیا بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک متنبی کذاب تھا اسکا دیوان ہے "دیوان متنبی" وہ بھی ہم پڑھاتے ہیں اور ہمارے ہاں نصاب میں حنفیت اور غیر حنفیت کا بھی لحاظ نہیں ہوتا صحاح ستہ دورۂ حدیث کی چھ اہم کتابیں ہیں وہ سب غیر حنفی علماء کی ہیں امام بخاریؒ ہوں، امام ترمذیؒ ہوں ،امام ابوداؤدؒ ہوں ،امام نسائیؒ ہوں ،ان میں کوئی بھی حنفی نہیں ہے یہ وسعت صدر ہے یہاں ہم انگریز کی کتابیں بھی پڑھتے پڑھاتے اور اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اہم سمجھتے ہیں المنجد جسکا مصنف ایک انگریز لوئیس معلوف ہے جو عیسائی ہے تو اس لحاظ سے الحمد للہ فرقہ واریت تو مدارس سے نہیں پھیل رہی ہے۔ اسکے پیچھے کچھ عواقب ہیں کچھ سیاسی عزائم ہیں وہ ہمیں لڑاتے ہیں۔

باقی رہی بات ارہابیت کی میں تو اس اصطلاح کا ہی خلاف ہوں پتہ نہیں ہمارے عرب بھائی کہاں سے اس اصطلاح کو لے آئے کوئی اور لفظ ٹیررازم کے لئے رکھنا چاہئے تھا ارہابیت کا تو قرآن میں حکم ہے اور فریضہ منصوصہ ہے:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (الانفال : ۶۰)

''اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو تمہارا حق نہ رہ جائیگا''

دشمن ہمارے ارہاب کو ختم کرنا چاہتا ہے کہ ان میں ارہاب کی صلاحیت نہ رہے، میں سینٹ میں سالہا سال ہی رہا جو بھی غیر ملکی آتے تھے اور ان سے ہماری میٹنگ ہوتی تھی امریکہ اور برطانیہ اور جرمنی اور باہر یورپ ممالک کے دورے پر بھی ہماری کمیٹیاں گئیں، میں ساتھ ہوتا تھا ہر جگہ یہی بحث دہشت گردی کی شروع

ہوجاتی ٹیررازم، ٹیررازم، ٹیررازم تو میں ان سے کہتا کہ ٹیررازم کی تعریف کیا ہے میں مطالبہ کرتا کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ یا کسی اور ادارے کے ذریعے اس کے حدود متعین کردیں کہ ٹیررازم کی تعریف کیا ہے اور اسکے حدود کیا ہیں آپ کن مقاصد کے لئے ارہابیت کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو بہر حال اس کی طرف کوئی نہیں آتا کہ ارہابیت میں اور جہاد میں فرق کیا ہے، معاملہ خلط ملط ہوگیا ہے بلکہ کردیا گیا ہے، ایک شخص سڑک کے کنارے تاک لگا کے بیٹھا ہوا ہے اور بس کو روکتا ہے اور اسکو لوٹتا ہے اور لوگوں کو قتل کرتا ہے یہ شخص یقیناً دہشت گرد ہے اور اس کا عمل ارہابیت ہے، مگر دوسری طرف ایک دوسرا ظالم آتا ہے وہ ہمارے ہاں کسی کے گھر پر قبضہ کرتا ہے اور اس کی بیوی بچوں کو قتل کرتا ہے اس کے املاک اور اعراض، عزت وآبرو کو لوٹتا ہے، تو وہ شخص اٹھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنا گھر چھڑالے اس کو تو ارہابیت ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ تو اپنا فرض ادا کرتا ہے، لیکن یہاں کسی گھر پر قبضہ کرنے کے بعد جو جدوجہد کرتا ہے آواز اٹھاتا ہے دشمن اسکو ارہابیت کہتا ہے اس سڑک والے ارہابیت سے وہ پریشان نہیں ہے مگر وہ اس مظلوم سے کہتا ہے کہ اپنا قبضہ کیوں چھڑاتے ہو؟ مجھے جو چاہوں کرنے دو، ورنہ تو دہشت گرد کہلائے گا۔

تو ہمیں اصل محرکات کو دیکھنا ہوگا ، یہ دہشتگردی، ارہابیت جو چل رہی ہے یہ تقریروں وغیرہ سے، ہمارے سیمناروں سے ہمارے فتووں سے ختم نہیں ہوگی کیوں کہ یہ پیدا اس سے نہیں ہوئی کوئی مدرسہ ارہابیت میں شریک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ارہابیت سکھاتا ہے بلکہ اس کے پس پشت جو مقاصد ہیں مغربی طاقتوں کے وہی اسے پیدا کرتے ہیں ، یہی جہاد جاری تھا روس کے خلاف پورا عالم اسلام اس کے پشت پر تھا، عالم عرب بھی اس کے پشت پر تھا اور پاکستان بھی ان کے ساتھ تھا اور یہی ملک کو چھڑانے والی بات تھی جو مغرب کو بھی اچھی لگ رہی تھی ، روس کے قبضے کے بعد کسی نے ارہابیت کا نام سنا ہی نہیں تھا اور جب روس چلا گیا اور امریکہ آگیا تو پھر ہر چیز ارہابی ہوگئی ، انگریز نے بھی ڈیڑھ سو سال عہد اقتدار میں کسی بھی مدرسہ پر ارہابیت کا دھبہ نہیں لگایا تھا ان کے گورنر اور انکے بڑے بڑے نمائندے دارالعلوم دیوبند آتے تھے اور سہارنپور اور دہلی اور لکھنو کے بڑے بڑے مدارس انکو خوش آمدید کہتے تھے اور وہ اپنی آراء وزیٹر بک اور کتابوں میں لکھتے تھے، کہ یہ لوگ انسانیت کی عظیم خدمت کررہے ہیں لیکن یکا یک جب روس ٹوٹ گیا اور امریکہ نے یہاں قبضہ جما دیا پھر عراق پر جو کچھ ہوا ، لیبیا کو جسطرح لڑایا گیا تباہ وبرباد کیا گیا اب شام میں جو سب کچھ کررہا ہے تو وہ خود ارہابیوں کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسکے خلاف شور مچاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پر امن گھروں پر ڈرون حملے ہوجاتے ہیں شادی کی ایک بڑی تقریب پر بمباری ہورہی ہے جنازے میں لوگ کھڑے ہیں اس پر اوپر سے بمباری ہورہی ہے تو وہ بچے جو اپنے ماں باپ کے چیتھڑے فضاؤں اور

ہواؤں میں اڑتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ کسی مولوی سے نہیں پوچھیں گے کہ میں کیا کروں بلکہ وہ خود ارہابی بن جاتا ہے ،اسلئے کہ اس کے ساتھ ارہابیت کی گئی ،ارہابیت ،ارہابیت ہی کی پیداوار ہے جو مغربی دنیا نے عالم اسلام پر مسلط کی ہے اب اس بچے کو ہم ہزار بار سمجھائیں کہ ایسا مت کرو بے گناہ مارد ئے جاؤ گے ،مسجد میں بازار میں دھماکہ نہ کرو بے گناہ مارے جائیں گے اور یہ جائز نہیں تو وہ مجھے بھی فوراً دھماکے کا نشانہ بناتا ہے کہ تم کون ہوتے ہو،وہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہورہا ہے ،تم اسے نہیں دیکھ رہے،تو یہ آگ نہیں بجھے گی عالم اسلام میں پھیلتی جائے گی ۔

جب تک مغرب اپنی پالیسی پر نظر ثانی نہیں کرے گا،تو اصل میں اس نقطہ پر ہمیں اکٹھا ہونا ہے کہ ایک تو ارہابی ،ڈاکو فسادی ہے اور قطاع الطریق ہیں اور ایک ہے جو اسکو جہاد سمجھتے ہیں ہم نے کہا کہ کیوں ایسا کررہے ہو،.....؟ تو وہ کہتے ہیں کہ تم کیوں کافروں کے ساتھ کھڑے ہو،اور قرآن کہتا ہے کہ:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدہ: ۵۱)

وہ کہتا ہے کہ تم اپنی فوج اور وسائل اپنا پیٹرول اپنی افرادی قوت سب دشمن کے لئے استعمال کرتے ہو تو تم بھی ہمارے نزدیک واجب القتل ہو ،اسکا عقیدہ راسخ ہوگیا ہے کہ کافر کے ساتھ نہیں کھڑا ہونا ہے ان کا کوئی یہ مطالبہ نہیں کہ ہم جبری اسلام نافذ کریں اور جبری لوگوں کو مسلمان بنائیں وہ ایک ہی بات کرتے ہیں جو مجھے معلوم ہے کہ تم کافروں کی مدد سے دستبردار ہوجاؤ،لیکن عالم اسلام سارا اس طرف دیکھتا ہی نہیں توجہ ہی نہیں کرتا تو بنیادی بات تو یہی ہے کہ ہم سب حکمران پالیسیوں کو بدلنے پر سب حکمرانوں کو مجبور کردیں ،ہم سب مل کر اپنی آزاد پالیسیاں بنائیں ۔

اب افغانستان کے طالبان کہتے ہیں کہ ہم جب روس کے خلاف لڑرہے تھے تو بہت بڑے عظیم مجاہد تھے اور جب امریکہ کے خلاف لڑرہے ہیں تو اب ہم دہشت گرد بنائے جارہے ہیں وہ فرق مانگتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آزادی کی جنگ میں اور غیروں سے ملک چھڑانے (آزاد کرانے) کی جدوجہد میں اور ڈاکو زنی میں کیا فرق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پوری طاقت کے ساتھ اپیل کرنی چاہیے محبتوں کے ساتھ اپنے حکمرانوں سے جذبہ خیرخواہی کے ساتھ الدین النصیحہ للہ ولرسولہ وللمومنین بدقسمتی سے ہمارے حکمران اس پر چلنے میں بے بس ہیں اور اس ہمیں مل کر بے بسی سے انہیں نکالنا ہوگا میں طویل عرصہ سے پارلیمنٹ کا ممبر رہا ہم نے اور پورے پارلیمنٹ نے چھ مہینے غور وفکر کیا ،ایک کمیٹی بنائی "قومی سلامتی کمیٹی" اور ہم نے سفارشات مرتب کیں اور سارا پارلیمنٹ اس ایک نتیجہ پر پہنچا کہ غیروں کی پالیسی پر چلنے کا یہی نتیجہ ہے ،اور غیروں کی پالیسی سے ہمیں نکلنا چاہیے ۔

مجھے خود حکومت نے مجبور کیا طالبان کے نام سے یہاں پاکستان میں ایک طاقت تھی کہ ان سے بات کرو تو میں نے سر ہتھیلی میں رکھ کر جا کر ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو......؟ یہ تو شور مچا رہے ہیں کہ وہ ڈھنڈے اور بندوق کے زور سے اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں وہ جمہوریت نہیں مانتے وہ پارلیمنٹ نہیں مانتے میں نے ان سے کہا کہ تم کھل کر بات کرو وزیر اعظم کی ساری ٹیم بھی میرے ساتھ تھی، انہوں نے کہا ہم ایسا کچھ نہیں مانگتے ہم جمہوریت کے خلاف نہیں، ہم نے ڈھنڈے اور بندوق کے زور سے اسلام لانے کی بات نہیں کی، انہوں نے ایک بات کی: کہ ان ظالموں کی مدد سے ہٹ جاؤ کافروں کے ساتھ تم کھڑے ہو تم نے ہماری تیس سالہ جدو جہد آزادی پر پانی پھیر دیا، جس میں تیس لاکھ افراد کی قربانیاں ہیں، تم نے ایک یوٹرن لیکر سارا نقشہ بدل دیا۔

تو ایک مطالبہ رابطہ عالم اسلامی اور ہمیں کرنا چاہئے کہ پوری ملت اسلامیہ مل کر خدارا! اپنے پاؤں پر ہم خود کھڑے ہو جائیں اور غیروں کی پالیسی اور مرضی پر چلنا چھوڑ دیں، باقی اسلام تو ہے ہی سلامتی کا دین اسکا نام ہی اللہ تعالیٰ نے اسلام رکھا ہے یہ سلم سے ہے اسلم تسلم ھو سماکم المسلمین ہم جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں اسلام علیکم، اٹھتے ہیں تو کہتے ہیں السلام علیکم! نماز سے سلام پھیرتے ہیں تو کہتے ہیں: اللھم انت السلام ومنك السلام واليك يرجع السلام حينا ربنا بالسلام وادخلنادارك دار السلام تبارکت ربنا وتعاليت يا ذالجلال والاکرام، اور ایسا اہتمام کسی مذہب میں نہیں ہے پانچ دفعہ دن میں یہ دہراتے ہیں حکم ہے کہ جہاں جاؤ تو افشوا السلام علیٰ من عرفت وعلى من لم تعرف مسلم ہو یا غیر مسلم سب پر سلامتی کا پیغام ہے، علی من عرفت ومن لم تعرف ہمیں تو پتہ نہیں کہ ہم سلام کس پر ڈال رہے ہیں مسلم ہے، عیسائی ہے، ہندو ہے، جنت میں بھی ہمارا سارا محور جو ہوگا مشاغل کا وہ سلامتی ہوگا، سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یسین:۵۸) تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (یونس:۱۰) تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ (الاحزاب:۴۰) اور جنت میں بھی جو بات چیت ہوگی: لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (الواقعہ:۲۵-۲۶) مومن ایمان سے ہے کہ: المومن من امنه الناس على دمائهم واموالهم "مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان ومال کو محفوظ سمجھیں"

تو گزارش میری یہی ہے کہ ہم سب دہشت گردی کے خلاف ہیں اس آڑ میں کہیں کچھ غلط لوگ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں، جتنے ڈاکو ہیں جتنے بھتہ خور ہیں اور اغواء کرنے والے لوگ ہیں جو بد معاش تھے وہ سب اسی نقاب کے پیچھے آ گئے ہیں لیکن اسکا علاج یہ ہے کہ اگر ہم آزادی کی حفاظت کریں اور غیروں کی غلامی سے ہم نکلیں تو میں سمجھتا ہوں پھر ان شاء اللہ کوئی بھی دہشت گردی نہیں رہے گی، اور امن وامان کا دور دورہ ہوگا اور بدکار لوگوں کو دہشتگردی کی جرأت نہ ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

سقوط ڈھاکہ میں بنیادی کردار
نظریہ پاکستان سے انحراف

مورخہ ۱۴ دسمبر ۲۰۱۵ کو تحفظ نظریہ پاکستان کونسل کے زیر اہتمام اسلام آباد کے پریس کلب پارک میں کانفرنس سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے مختصر خطاب کیا جو دسمبر کے مہینے اور سانحہ مشرقی پاکستان کے حوالے سے انتہائی برمحل ہے۔ صاحبزادہ اسامہ سمیع کے تعاون سے نذر قارئین ہے۔

(خطبہ مسنونہ کے بعد) پروفیسر جناب حافظ سعید صاحب، جناب پیر سید ہارون گیلانی صاحب، جناب سردار عتیق خان سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر اور دیگر عمائدین!

وقت کم ہے اور میری ہمت بھی اتنی نہیں ہے اس اجتماع کے مقاصد پر مجھ سے پہلے بہت اعلیٰ انداز سے روشنی ڈالی گئی، حضرت حافظ صاحب کو اور حضرت پیر ہارون گیلانی صاحب کو اللہ تعالیٰ اجر عطاء فرمائے بڑے حساس اور نازک حالات میں اور نازک موقع پر انہوں نے ہمیں ۱۶ دسمبر پر سقوط ڈھاکہ کی یاد دلائی جو ہم بھول چکے ہیں وہ بھولی بسری یادیں بھی اب راکھ میں دب گئی ہیں اُس وقت بھی لوگ اسباب ڈھونڈ رہے تھے فوج سیاستدانوں پر الزام لگارہی تھی اور سیاستدان فوج پر الزام لگار ہے تھے ہر طبقہ ایک دوسرے پر بوجھ ڈال رہا تھا مگر اصل اسباب کیا تھے تو میں نے اُس وقت بھی کہا تھا :

کہ جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

منتظمین جلسہ کو اللہ تعالیٰ اجر دے کہ کریدنے کی کوئی صورت تو پھر بھی نکالی۔

بنیادی چیز پر تو اس وقت بھی کسی کی نظر نہیں گئی مقدمے بھی چلے، حمود الرحمان کمیشن بھی قائم ہوا پیپلز پارٹی مجیب الرحمان پر الزام لگارہی تھی اور مجیب الرحمان ان پر الزام لگا رہا تھا کہ تم نے ادھر ہم ادھر تم کا نعرہ لگایا ہے ایک بڑی دردناک تاریخ ہے لیکن اصل اسباب پر کسی کی نظر نہیں پڑی نہ آج تک ہمیں عبرت حاصل کرنے کا موقع ملا اصل سبب یہی نظریہ پاکستان ہی تھا جس نے ہمیں بنایا بھی اور پھر اس سے

غداری نے ہمیں پھر سے غلام بنادیا، بنا تھا ملک لا الہ الااللہ محمد الرسول اللہ کے نام پر اور پھر اس سے ہم نے انحراف کیا مشرقی والوں نے بھی اور مغربی والوں نے بھی فوج نے بھی سیاستدانوں نے بھی، سیاسی جماعتوں نے بھی اس عہد اور میثاق کو پیچھے پس پشت ڈالدیا، آزادی کی نعمت کی ناشکری کی تو اسکی مثال اللہ نے دی ہے ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ (النحل: ۱۱۲)

یہی بنیادی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آزادی دی، خوشحالی دی، ایسا ملک دیا جو ہر لحاظ سے سرسبز وشاداب تھا، خوشحال تھا، لیکن آزادی کی نعمت پر ہم نے کفران نعمت کیا ﴿فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ (النحل: ۱۱۲)

خدا نے مشرقی پاکستان کی آزادی بھی سلب کرلی، ہندؤں کو اس پر مسلط کردیا اور خدا نے مغربی پاکستان کی آزادی بھی سلب کرلی، سامراجی قوتیں ہم پر مسلط کردیں جو ہماری ہر ہر چیز کو غلام بنا کر چھوڑ گئیں جیسے کہ بنی اسرائیل کی آزدی کفران نعمت کے بعد سلب ہوگئی اللہ نے ان کو "وادی تیہ" میں ڈال دیا تو پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے وادی تیہ بنایا ہوا ہے، ابھی تک ہم اس میں بھٹک رہے ہیں ابھی تک ہم تلاش میں ہیں کہ منزل کونسی ہے، راستہ کونسا ہے جیسے بنی اسرائیل کو راستہ نہیں مل رہا تھا ہمیں بھی نہیں مل رہا تھا، اور نہ اب مل رہا ہے، اور ہماری معیشت بھی گئی غلامی کی نذر ہوگئی نظام تعلیم بھی غلام بن گیا۔

سیاست بھی غلامانہ اور عدالتی نظام بھی عہد غلامی کا دیا ہوا، ہم صیہونی آقاؤں کی رحم وکرم پر ہیں ہمارا سارا نزلہ اس وقت دین پر گر رہا ہے اس نظریہ پاکستان کی ایک ایک نشانی کو ہم مٹا رہے ہیں ہم شدومد سے لگے ہیں کہ اسلامی نظریہ کا تشخص پاکستان سے مٹ جائے اور اس تشخص کی ہر علامت نشانہ بنا ہوا ہے، مسجد نشانہ ہے، مدرسہ نشانہ ہے، مولوی نشانہ ہے، جہادی قوتیں نشانہ ہیں، ایک ایک کو مٹایا جارہا ہے اور اس پر دہشتگردی اور کیا کیا الزامات لگائے جارہے ہیں یہاں تک کہ پورے ملک کے تشخص کو مسخ کیا جارہا ہے، ہمارے ملک کا وزیراعظم کہہ رہا ہے، کہ اس ملک کا مستقبل لبرل ازم ہے، اس قدر غلامی میں جاکر اللہ نے ہمیں ذلیل کردیا کہ امریکہ کو خوش کرنے کیلئے، بھارت کو خوش کرنے کیلئے ہر وہ کام کرنے کیلئے ہم تیار ہیں جس سے وہ آقا ہمارا خوش ہوجائے تو خدا نے ہماری آزادی سلب کردی اور غلام ابن غلام بن گئے، سارا نزلہ مسجد پر، مدرسے پر اور جہاد پر گر رہا ہے، اور اسکا نام دہشتگردی رکھ دیا ہے ایسے حالات میں کہ

مودی بھارتی وزیراعظم دندنا رہا ہے اور بھڑکیں مار رہا ہے تو اس حالت میں تو پورے ملک میں الجہاد الجہاد کا نعرہ بلند ہونا چاہئے تھا اسکا جواب صرف الجہاد سے ہے اور اگر پاکستان کو بچانا ہے تو اس کا علاج لبرل ازم نہیں ہے اسی لبرل ازم، سیکولر ازم نے ہمارے مشرقی پاکستان کو ہم سے جدا کردیا اور سلینڈر ہوگئی ساری فوج! اگر اس وقت بھی ہم نے نظریہ کا تحفظ نہ کیا تو اللہ نہ کرے کہ ان چاروں صوبوں میں بھی مشرقی پاکستان جیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا، قوم پرست یا سیکولر طاقتیں جو یہاں لبرل ازم کے علمبردار وہ اس زنجیر کو سنبھال نہیں سکتے چاروں صوبوں کی زنجیر صرف اور صرف نظریہ پاکستان ہے ہمیں اپنے ملک پر رحم کرنا چاہئے اور یہاں وہی نظام لانا چاہئے جس کے لئے پاکستان بنا تھا اور وہ ہے نظام اسلام جس کیلئے ہم سب پہلے دن سے کوشش کررہے ہیں، ہم نے اور سارے ازم آزمالئے جو سارے مصیبتوں اور بحرانوں کا ذریعہ بنے ہم تبدیلی کی بات کرتے ہیں یہ تبدیلی کسی اور ذریعے سے نہیں آسکتی ان الدین عنداللہ الاسلام جس کیلئے پاکستان بنایا گیا ہے اگر پاکستان کو بچانا ہے اور مستحکم کرنا ہے دشمن کے عزائم کو ناکام بنانا ہے تو ہمیں دوبارہ زور وشور سے اس نظریہ پاکستان کی طرف لوٹنا ہوگا، وما علینا الا البلاغ

اسلامی ممالک کا فوجی اتحاد

گزشتہ دنوں ۳۷ر اسلامی ممالک کا دہشت گردی کے خلاف فوجی اتحاد عمل میں لایا گیا جس کی قیادت سعودی عرب کررہی ہے، اس اتحاد کے بارے میں عالم اسلام کے مختلف طبقات تردد کے شکار ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق نے اس ضمن میں اپنا دوٹوک موقف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> اسلامی ممالک کا دفاعی معاشی وسیاسی اتحاد نہ صرف ہماری بلکہ پوری امت کا دیرینہ خواب ہے۔ ہمارے ملک کے جمال الدین افغانی نے پان اسلام ازم (وحدت عالم اسلام) کیلئے زندگی وقف کی تھی، ۳۷ اسلامی ممالک کے اتحاد کا اب تک ایک ہی ہدف سامنے آیا ہے جسے دہشت گردی کہا جارہا ہے۔ اس اتحاد کو سب سے پہلے دہشگردی کی تعریف اور حدود وقیود واضح اور متعین کردینے چاہیے کیونکہ مغربی اقوام کا سارا زور اسی پر ہے۔ اور وہ مسلمانوں پر ہر قسم کی جارحیت اسے محکوم اور غلام بنانے کے خلاف ہر قسم کی جدوجہد کو دہشت گردی کہتے ہیں تو اب اسلامی اتحاد کو دہشت گردی اور جہاد میں واضح فرق کردینا ہوگا۔ اگر یہ اسلامی اتحاد مغربی ممالک امریکہ اور برطانیہ کو مسلمانوں کے بارے میں اپنا دوہرا معیار اور سامراجی پالیسیوں کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوسکے تو یہ ایک عظیم کامیابی ہوگی۔ ورنہ خدانخواستہ یہ اتحاد مغربی اتحاد نیٹو کی طرح مسلم نیٹو نہ بن جائے۔ اور ایسا ہونا اسلامی ممالک اور پاکستان کا ایک ہولناک آتش فشاں میں کودنے کے مترادف ہوگا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

پے در پے سیلاب، زلزلے اور قدرتی آفات

پیمانہ صبر چھلک اٹھا

سیلاب اور دیگر حوادث رب کی طرف سے تازیانے

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے عرصہ قبل موجودہ حوادث وآفات پر ایک مؤثر اداریہ تحریر فرمایا تھا جسے موجودہ حالات کی روشنی میں پڑھنا چاہئے ۔۔۔ (ادارہ)

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۖ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (السبا: ۱۷)

بدقسمتی سے مسلمانوں کی فطرت بھی زمانہ کے اثرات سے کتنی عجیب ہوگئی ہے کہ دو اور دو چار کی طرح کھلی حقیقتیں اور صداقتیں بھی اب ہماری مسلم اکثریت کیلئے ناقابل فہم ہوگئی ہیں مسلمان کی طبعیت جب تک ایمانی قوت کی گرفت میں رہی تو احساس اتنا حساس اور شعور وادراک اتنا تیز ہوتا کہ اردگرد کے معمولی تغیرات اور چھوٹے چھوٹے انقلابات وحوادث بھی اس کے لئے صد ہزار عبرت ونصیحت کا سامان بن جاتے وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی ماحول کا جائزہ لیتا اعمال وکردار کا محاسبہ کرتا اور آفات ومصائب کی کھوٹی پر اپنے اور اپنے معاشرہ کو پرکھتا کسی ایک عزیز کسی ایک فرد کی موت سے بھی اس کی غفلتوں کے پردے چاک ہوجاتے اور سارے حقائق سامنے آجاتے اس لئے تو حضرت عمرؓ نے اپنی مہر کی انگوٹھی میں یہ الفاظ کندہ کرائے تھے کہ کفی المرء بالموت واعظاً انسان کے لئے موت سے بڑھ کر واعظ نہیں اور ہمارے ایک بزرگ غالباً شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو
ہر تغیر سے آتی ہے صدا فافہم فافہم

ایک دوسری حقیقت انسانوں کی مشترکہ اور مجموعی کمزوری اسباب سے غفلت برتتا ہے پھر جب وہ نتائج دیکھتا ہے تو اپنی غفلتوں کا ماتم کرنے کی بجائے نتائج کی ہولناکیوں پر چیں بجبیں ہونے لگتا ہے اور جب نتائج کی تلخی اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کی چھپانے کیلئے حالات کی

ایسی توجیہہ کرتا ہے جو نتائج اور اسباب سے قطعی جوڑ نہ کھا سکیں نتیجتاً اصل اسباب تباہی بربادی اسی طرح مستور و محجوب ہو کر رہ جاتے ہیں یہ بات قوموں کی ذلت وادبار اور نہ سنبھل سکنے کے لئے خطرے کی آخری نشان ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داری تو اس بارہ میں دوہری ہے وہ نہ صرف نتائج کا رشتہ اسباب سے جوڑے گا بلکہ اسباب کی تلاش میں مؤمنانہ فکر ونظر سے بھی کام لے گا کہ جب تک بیماری کی اصل وجوہات نگاہ میں نہ لائے جائیں مریض کا مرض اسباب وعلاج کی فراوانی کے باوجود جان لیوا ہی ثابت ہوگا مؤمن حالات وحوادث میں تاویل کی بجائے ایمانی اور حقیقی توجیہہ کرتا ہے اور یہی فرق ہے جو ایک مؤمن قوم کو مادہ پرست اقوام سے ممتاز کرتا ہے۔

اس تمہید کی روشنی میں پاکستان کے موجود ہولناک ترین طوفان کرب وبلا اور سیلاب نوح کا جائزہ لیجئے اس کی وسعت اسکی ہمہ گیری اسکی گہرائی اور احتداد اسکی تباہ کاریوں کو نگاہ میں رکھ کر بحیثیت مسلمان قوم قرآن کو اول تا آخر نہ سہی کسی بھی ہلاک اور مقرب قوم سے متعلقہ چند آیات ہی کو پڑھ لیجئے اور پھر اس پر اپنی حالت قیاس کیجئے ساری حقیقت سامنے آجائیگی مادی نظریات کی کوتاہ نظریوں سے حقائق کا ادراک کبھی نہیں ہوسکتا نہ مصیبت کا ازالہ بجز ایمانی طرز فکر کے ممکن ہے قرآن کریم ایسے ہی سیلاب اور اسکے بندوں اور ہیڈورکسوں سے تباہ ہونے والی خوش عیش وخوشحال ایک قوم کی تباہی کا ذکر کرتا ہے کہ ان پر یمن میں سد مآرب توڑ کر سیل عرم چھوڑ دیا گیا گھڑیوں اور منٹوں میں سب لہلہاتے ہوئے باغات اور پھولوں سے لدے ہوئے گل زار چٹیل میدان بن گئے اور یہ اس لئے کہ فاعرضوا کہ انہوں نے اپنے رب سے اور اس کے عہد وپیمان سے اپنا رشتہ توڑ دیا تھا اور یہ تباہی وبربادی کیوں آئی اس لئے کہ:

ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا ؕ وَهَلۡ نُجٰزِىۡۤ اِلَّا الۡـكَفُوۡرَ (السبا: ۱۷)

یہ سب ان کی خرمستیوں اور ناشکریوں کا نتیجہ تھا اور کیا ہم کفران نعمت کرنے والوں کے علاوہ کسی اور سے بھی یہ سلوک کرسکتے ہیں یمن کی یہ مضبوط اور سرسبز وشاداب آبادی کہاں گئی اور مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے۔ اسلئے کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور ہم نے بھی ان کو قصے کہانیاں بنا کر رکھ دیا: وَظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ وَمَزَّقۡنٰهُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ (السبا: ۱۹)

قرآن کہتا ہے کہ یہ انجام ہر اس قوم کا ہوتا ہے جو اپنے مادی تہذیب وتمدن میں اتنی مدہوش ہوجاتی ہے کہ مادی عمرانی اور اقتصادی منصوبوں کے علاوہ ارادت الٰہی پر ایمان وانقیاد اور اسباب کے خالق اور مسبب حقیقی

پر یقین و ایمان کے سارے راستے اس کیلئے بند ہو جاتے ہیں اس قوم کے لیڈر سے کر اہل حکومت ارباب اقتدار، صنعت کار، کارخانہ دار اور فوجی طاقت سب کے نعرے اور دعوے مادی دائرہ میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں وہ بڑے دیو ہیکل منصوبوں اور اسکیموں کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہتے ہیں وہ مادی اسباب و وسائل میں خود کفیل ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے پھرتے ہیں وہ بیرونی امداد پر انحصار ختم ہو جانے کے مژدے سناتے ہیں لیکن یکایک ارادۂ الٰہی انکے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتی ہے اور سارے دعوے ذلت و پستی قحط وافلاس، تنگدستی و مہنگائی سیلاب و طوفان جانی و مالی مصائب اور مادیوں کی سرکش موجوں میں نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں قرآن کریم نے دو باغ والوں کے قصے میں جس شرک اور کفر کا ذکر کیا ہے وہ یہی مادی کفر و شرک ہے جس کا ارتکاب حالات کی سنگینیوں کے دوران بھی ہم سے ہوتا رہا ہم نے ٹھیک ان ہی مغرب اور مردود و مبغوض اقوام کا شیوہ اختیار کیا جو عین حالت عذاب میں بھی اپنے فکر و عمل کی گمراہیوں کا تدارک نہ کر سکے نہ ایسے حالات میں بھی استکانت آئی نہ رجوع و انابت نہ استغفار و تضرع نہ اعمال پر اشک ندامت نہ توبہ کی توفیق نہ اپنے اور اپنے گرد و پیش کا احتساب اور موازنہ بلکہ ہم نے اور ہماری بڑی سے بڑی اونچی ذمہ دار شخصیت وزیر اعظم تک نے جو انداز فکر اختیار کیا وہ یہ تھا کہ بڑی سختی سے سیلاب کا مقابلہ کیا جائے گا ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا پانی کیا حیثیت رکھتا ہے (روزنامہ مساوات) ہم اس سے نمٹنے کیلئے تمام وسائل استعمال کریں گے (امروز) ہمارے ذرائع ابلاغ بھی مسلسل یہ تلقین کرتے رہے کہ سیلاب کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جایئے کہیں سے بھی اس کے اسباب حقیقی مکافاتِ عمل کے نتائج اور شامتِ اعمال کے ظہور کی طرف قوم کے دل و دماغ کا رخ پھیرنے کی صدا نہ آئی اور معاشرہ کی حالت کیا تھی؟ اس کی کچھ جھلکیاں پردوں سے چھن چھن کر دیکھی گئیں تو کیسی قبیح اور گھناؤنی کہ کئی جگہ اپنی بستیوں آبادیوں املاک و باغات کو بچانے کی خاطر پانی کا رخ ہرے بھرے شہروں کی طرف پھیر کر انہیں غرق کر دیا گیا۔

راوی کے کنارے اجڑے ہوئے انسانوں کی حالت زار دیکھتے ہوئے امراء اور اہل دولت کے طور طریقے ایسے تھے کہ پکنک منانے آئے ہوں وہ لٹے پٹے انسانوں سے سستے داموں اشیاء خریدنے کے درپے رہے ڈوبتے ہوئے شہروں اور اس کے مکینوں کے مال و متاع کو لوٹا گیا خالی شہروں میں چوری کا بازار گرم ہو گیا اور یہاں تک کہ اس قوم کے بعض غیور و جسور فرزندوں نے طوفان میں گھری ہوئی بہنوں اور بیٹیوں کے اغواء آبروریزی عصمت دری اور چھیڑ خانی میں بھی کسر نہ اٹھائی بعض کیمپوں میں محصور خواتین

نے ایسی دست درازیوں کے خوف سے راتیں آنکھوں میں کاٹیں اور کچھ غلط لوگوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیلاب کے نام پر چندے اور امداد کا جعلی دھندا شروع کیا اور یہ بھی کہ بھری بستیاں ڈوب رہی تھیں لیکن کئی جگہ مدد کیلئے چیخ وپکار پر کسی نے لبیک نہ کہی سب کھڑے تماشا دیکھتے رہے اور اس آسمان نے اپنی کھلی فضاؤں میں حسرت ویاس کی تصویر بنے ہوئے انسانوں کے لٹے پٹے قافلوں کے ساتھ ۱۴ اگست کی رات کو کئی رقص وسرور کی محفلیں بھی دیکھیں کہ یوم آئین کی تقریبات کی منسوخی کے اعلان کے باوجود کئی اعلیٰ حکام نے ہوٹلوں میں رقص وسرور کی محفلوں کی شان وشوکت میں اضافہ کیا جمہور لاہور کی روایت کے مطابق لاہور سے باہر انسان طوفان نوح کی لپیٹ میں تھے اور ادھر ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں رقص وموسیقی اور شراب کا سیلاب آیا ہوا تھا ادھر قدرت کا پیمانہ صبر چھلک رہا تھا ادھر قدرت کے یہ باغی اور سرکش جام پر جام لنڈھا کر اپنے جام کی ہر چھلک سے اس کا مذاق اڑا رہے تھے اور یہ سب ایک مسلم قوم کی اسلامی مملکت کے اسلامی آئین کی خوشی میں ہو رہا تھا شاعر نے ایسے ہی موقعہ پر کہا ہوگا۔

طوفان نوح نے تو ڈبوئی زمین فقط

میں ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

کیا یہ سب کچھ اس ارشاد ربانی کی ہو بہو تصویر نہیں جس میں کہا گیا تھا کہ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ (المومنون:۷۶) ان کی حالت یہ ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کی گرفت میں لے لیا مگر نہ وہ پروردگار کے آگے جھکے نہ ہی عاجزی اختیار کی کیا پاکستان کو سقوط بنگال کے واقعہ ہائلہ اور قیامت کبریٰ کے بعد اتنی بڑی ہولناک نصیحت کی بھی ضرورت تھی کیا ہماری غفلت موت سے بدتر ہو چکی ہے آیئے اپنے حالات کا محاسبہ کریں اور اپنے طرز عمل سے ان سوالات کا جواب مہیا کریں اگر جواب نہیں ملتا تو خدا کی ناطق اور زندہ جاوید کتاب سے سنئے: اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (التوبۃ:۱۲۶) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر مرتبہ سال میں ایک یا دو مرتبہ ابتلاء اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے لیکن وہ پھر بھی نہ تو توبہ کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔

واللہ یقول الحق ویھدی السبیل

(قسط ۴۳) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی۔

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۲ء-۱۹۷۳ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی تجزیہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

شیخ الحدیث کی رائے ونڈ میں آمد

۱۸ ستمبر ۱۹۷۲ بروز اتوار تبلیغی جماعت کے اکابر کی خواہش پر حضرت والد ماجد مدظلہ مشہور تبلیغی مرکز رائے ونڈ تشریف لے گئے وہاں آپ نے اپنے رفقاء کیساتھ مدرسہ عربیہ کے سالانہ امتحانات لئے تبلیغی جماعتوں اور مرکز کے نظم ونسق کو دیکھا اور بعد میں طلباء کرام اور نمونہ سلف اساتذہ او روہاں موجود افراد سے تبلیغی کام کی اہمیت کے موضوع پر خطاب فرمایا احقر اور قاری سعید الرحمان صاحب اور محترم حاجی محمود راولپنڈی (سینیٹر طلحہ محمود کے والد) بھی اس سفر میں آپکے ساتھ تھے۔

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا عظیم الشان اجلاس یہاں دارالحدیث ہال میں منعقد ہوا جس میں ملک کے دور دراز سے دارالعلوم کے ارکان شوریٰ نے شرکت کی اور دارالعلوم کے نئے بجٹ کی منظوری کے علاوہ مختلف ترقیاتی تجاویز اور منصوبوں پر غور کیا گیا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے سال

گزشتہ کے مختلف شعبوں کی کارگزاری پیش کرتے ہوئے کہا کہ مختلف تعلیمی اور تنظیمی شعبوں پر پچھلے سال ایک لاکھ نوے ہزار بہتر روپے پچھتر پیسے خرچ ہوئے جبکہ آمدنی دو لاکھ ایک سو تیس روپے اکیاون پیسے ہوئی سال رواں کیلئے آپ نے دو لاکھ پچپن ہزار نو سو پندرہ کا بجٹ میزانیہ پیش کیا جسکی ارکان نے غور خوض کرنے کے منظوری دی، اجلاس میں ترقیاتی منصوبوں کے ضمن میں کئی ارکان نے زور دیا کہ ماہنامہ الحق کے پشتو عربی اور انگریزی ایڈیشن بھی تبلیغی مقاصد کے پیش نظر جاری کئے جائیں، نیز شعبہ تبلیغ بقرات وتجوید کو بھی مزید ترقی اور توسیع دی جائے نیز کئی ارکان نے ایک معیاری دارالتصنیف قائم کرنے پر زور دیا جہاں سے اسلام کے متعلق اہم کتابیں شائع ہوسکیں اور طلبہ کو اسلامی علوم میں تخصص کرایا جاسکے ایک تجویز یہ سامنے آئی کہ دارالعلوم کو کسی اہم موضوع پر تصنیف کے لئے انعامی مقابلہ بھی کرانا چاہئے جس کا انتخاب ایک علمی کمیٹی کرے اور اس کتاب کی رائلٹی دارالعلوم کو وقف ہونی چاہئے، اس طرح اہم علمی اور دینی تصانیف کی حوصلہ افزائی کی جاسکے گی، اجلاس کے آغاز میں دارالعلوم کے ان اراکین ومعاونین کے حق میں دعائے مغفرت کی گئی جن کا پچھلے سال انتقال ہوا تھا، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اپنی مبسوط تقریر میں علوم دینیہ کی اہمیت اور ملک اور عالم اسلام کو درپیش نازک دینی علمی اضمحلال پر نہایت افسوس کا اظہار کیا اور مدارس دینیہ کی اہمیت پر زور دیا مجلس شوریٰ نے دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن مڈل سکول کے عملہ کی تنخواہ میں اضافہ کی بھی سفارش کردی۔

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا داخلہ

۱۰ شوال ۱۳۹۲ھ 1972ء سے دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کیلئے داخلہ شروع ہوا جو طلبہ کے ہجوم کے باوجود صرف ۱۵ شوال تک جاری رہا وسائل کی کمی کی بناء پر داخلہ محدود رکھنے کے باوجود درس نظامی میں ابتک ملک وبیرون ملک کے طلبہ کی تعداد ساڑھے پانچ سو تک پہنچ چکی ہے دورہ حدیث شریف کے طلبہ کی تعداد تقریبا ۱۷۰ ہے ۲۲ شوال کو دارالحدیث میں تمام اساتذہ اور طلبہ کی موجودگی میں ختم کلام پاک کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ترمذی شریف سے تعلیمی سال کا افتتاح کیا اور بعد میں علم کی فضیلت اہل علم کی ذمہ داریوں اور موجودہ حالات کے تقاضوں پر سیر حاصل تقریر فرمائی اس وقت تمام تعلیمی شعبے پورے جوش اور ولولہ سے مصروف کار ہوچکے ہیں، ان تمام طلبہ کے قیام وطعام کتب روشنی صابن اور دیگر سہولتوں کا دارالعلوم متکفل ہے، اسلامیہ مڈل سکول کے مقامی ۶ سو طلبہ کی تعداد مذکورہ تعداد کے علاوہ ہے۔

شیخ الحدیث کا جامعہ اسلامیہ راولپنڈی اور جامعہ اشرفیہ پشاور میں اسباق کا افتتاح کرنا

حضرت شیخ الحدیث نے شوال میں جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر اور جامعہ اشرفیہ مہابت

خان پشاور کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح بھی فرمایا۔

احاطہ قاسمیہ کے تعمیر کی تکمیل

ماہ رمضان میں دارالعلوم کی لائبریری کے لئے نئی زیر تعمیر عمارت کا نچلا حصہ مکمل ہوگیا ہے جسے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کی نسبت سے احاطہ قاسمیہ کے نام سے موسوم کردیا گیا ہے اس حصہ میں ۵۳ طلبہ کی رہائش نکل آئی ہے اب بالائی حصہ کتب خانہ کی عمارت خدا کے کرم اور اہل خیر کی توجہ کی محتاج ہے۔

خان عبدالولی خان کی آمد

۷ دسمبر 1972ء کو نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما خان عبدالولی خان صاحب ایک تعزیت کے سلسلہ میں اکوڑہ خٹک آئے تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی مزاج پرسی اور ملاقات کیلئے دارالعلوم بھی تشریف لائے صوبائی وزیر اطلاعات خان محمد افضل خان لالا بھی ان کے ساتھ تھے دفتر اہتمام میں حضرت مدظلہ سے ملاقات اور بات چیت کے بعد دارالعلوم کے تمام شعبوں کا معائنہ کیا دفتر الحق میں بھی گئے۔

دارالعلوم تو ویلفیئر سٹیٹ ہے

سب کچھ دیکھ کر نہایت محظوظ ہوئے طلبہ کے قیام وطعام وغیرہ سہولتوں کی بناء پر آپ نے کہا دارالعلوم تو واقعی معنوں میں ایک ویلفیئر سٹیٹ ہے تو ایک رکن دارالعلوم حاجی محمد یوسف نے کہا کہ یہ خدائی سٹیٹ ہے اس لئے یہاں امن وعافیت اور خوشحالی کا دور دورہ ہے، طلبہ کی خواہش پر خان عبدالولی خان صاحب نے دارالحدیث میں ایک برجستہ تقریر بھی فرمائی اور اس سے قبل احقر نے انہیں ترحیبی کلمات پیش کئے، خان عبدالولی خان صاحب نے اپنی جیب خاص سے دارالعلوم کو ایک سو روپے کا گرانقدر عطیہ بھی دیا کتاب الآراء میں اپنے تاثرات میں آپ نے لکھا کہ میں پہلی دفعہ دارالعلوم میں بادشاہ خان اور دوبارہ مولانا بھاشانی کی معیت میں حاضر ہوا اور آج تیسری بار، مجھے یقین ہے کہ یہ دارالعلوم دیوبند کی روایات اور شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ جیسے باعمل علماء کا کردار ادا کرتا رہے گا، خان صاحب موصوف نے جو تقریر فرمائی اس کا کچھ حصہ یہاں دیا جارہا ہے:

دارالعلوم میں خطاب: بادشاہ خان کا دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ سے تعلق، علماء دیوبند کا کردار

محترم حضرت مولانا صاحب اور طالب علم بھائیو! اس دارالعلوم کے ساتھ باچاخان کا تعلق یقیناً بہت دیرینہ ہے آپ سب حضرات کو یہ بات معلوم ہوگی کہ بادشاہ خان صاحب جب سیاست میں آئے تو سب سے پہلے آپ دیوبند گئے، اور اب تک دیوبند کے علماء اپنے عمل اپنے کردار اپنے اٹھنے بیٹھنے سے اپنی اسلامی تعلیمات سے اور قوم کی اصلاح وتربیت کے لحاظ سے اسلام کی اصل روح قائم رکھے ہوئے ہیں۔

تحریک آزادی ہند کا سرچشمہ دیوبند تھا

تو بادشاہ خان نے اپنی سیاست کا آغاز دیوبند سے کیا جیسا کہ ابھی میرے بھائی (مولانا سمیع الحق ایڈیٹر الحق) نے کہا امام الہند مولانا آزاد و شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی مفتی کفایت اللہ جیسے اکابر ان کے ساتھی تھے، تو اس تحریک آزادی ہند کے چلنے کا سرچشمہ دیوبند تھا وہاں سے یہ چشمہ جاری ہوا برطانوی سامراج کے مقابلہ میں یہی علماء دیوبند تھے کہ کافر فرنگی اور نوآبادی سامراج کے مقابلہ میں اٹھے شدائد برداشت کیے مسلمانوں میں جا کر بے خوفی سے لوگوں کو بیدار کیا۔

اس روشنی کے چراغ سے حقانیہ روشن ہے

بڑی خوشی کی بات ہے کہ دیوبند کی وہی روشنی اسی نہج پر یہاں (دارالعلوم حقانیہ) روشن ہے، جس نہج پر خود دیوبند اس سے روشن تھا، افسوس کہ وہ دیوبند ہم سے جدا ہو گیا مگر دیوبند ہی سے بڑے اکابر حضرت مفتی محمود صاحب یہاں ہمارے مولانا (عبدالحق) صاحب یا ان جیسے دوسرے اکابر یہ سب اس چراغ کی روشنی یہاں بھی روشن کئے ہوئے ہیں، خان عبدالولی خان صاحب نے طلبہ کو روئے سخن متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان بڑوں نے سیاسی جدوجہد اور ملک کی آزدی کیلئے جو پر خار راستہ پکڑا تھا آپ بھی اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں گے کہ آپ باعمل علماء میں سے ہیں اور امید ہے کہ وہی روشنی آپکی تعلیم و کردار میں بھی نظر آئیگی، جو مولانا مدنیؒ مفتی کفایت اللہ مفتی محمود اور خود ہمارے ان مولانا صاحب حضرت شیخ الحدیث نے اپنائی ہے۔

صدی میں پہلی بار سرحد کی مشترک حکومت

پچھلے دنوں ہمارے درمیان کچھ اختلافات دشمنوں کیوجہ سے پیدا ہوئے تھے مجھے اس پر افسوس ہے مگر آج بڑی خوشی اور مبارکباد کی بات ہے کہ اسلام اور پشتو دونوں رشتوں نے علماء کے ساتھ پھر ملا دیا ہے۔ اس صدی میں پہلی بار ہمارے اور آپکے بزرگوں نے اس ملک کی خدمت کی باگ ڈور سنبھالی ہے ہمارے اختلاف میں ملک کا نقصان تھا آج یہ دو صوبائی حکومتیں اور دو پارٹیاں نیپ اور جمعیۃ ملک کی سلامتی اور اصول کیلئے میدان میں اتری ہیں اور سب کا مشترکہ فرض ہے کہ ان قوتوں کو اور بھی مضبوط کریں ،بہر حال میں یہاں ایک تعزیت کیلئے حاضر ہوا تھا تو اپنا فرض سمجھا کہ حضرت مولانا صاحب کو بھی سلام کرتے جاؤں یہ ہمارے بڑے ہیں اور میرے والد صاحب ان کے دوست ہیں ان کی محبت تھی تو میں بھی انکی سنت جاری رکھنا چاہتا ہوں۔

الازہر یونیورسٹی قاہرہ کے ریکٹر شیخ محمد فحام کی تشریف آوری

۵ جنوری ۱۹۷۳ء کا دن دارالعلوم حقانیہ کے لئے مسرتوں اور خوشیوں کا دن تھا جبکہ دارالعلوم کو عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی جامع ازہر قاہرہ کے شیخ اکبر شیخ محمد فحام اور ان کے رفقاء کو خیر مقدم کہنے کا شرف حاصل ہوا ۴ جنوری کو یہ مژدہ پہنچا کہ شیخ ازہر کا پروگرام نہایت محدود ہے مگر انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کی دعوت قبول کرتے ہوئے نصف دن کیلئے صوبہ سرحد آنے کیلئے وقت نکال لیا ہے تو دارالعلوم کی فضاؤں میں مسرتوں کی لہر دوڑ گئی، شیخ الازہر کے ساتھ ادارہ بحوث وثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر شیخ عبدالمنعم انمر سابق استاذ دارالعلوم دیوبند اور مصر کے قابل فخر سفیر کبیر الاستاذ شبہ بھی تھے مہمانوں کا جہاز جب علی الصباح ۶ بجکر چالیس منٹ پر پشاور پہنچا تو جمیعۃ العلماء اسلام کے رہنما وزیر اعلیٰ سرحد مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ جناب امیر زادہ خان وزیر تعلیم سرحد اور دیگر افراد ان کے خیر مقدم کیلئے ہوائی اڈہ پر موجود تھے ہوائی اڈہ سے حضرت مفتی صاحب کی رہنمائی میں معزز مہمان سیدھے دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے، شیخ ازہر موٹروں کے جلوس کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ روانہ ہوئے اور پونے آٹھ بجے شیخ الحدیث نے معزز مہمانوں کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا دارالعلوم سے باہر طلبہ نے "باب ناصر" کے نام سے ایک آرائشی دروازہ بنایا تھا اور طلبہ کے "عاش شیخ الازہر" "عاش جمال عبدالناصر" "عاش مفتی محمود" عاش شیخ الحقانیہ کے نعروں سے دارالعلوم کے در و دیوار گونج اٹھے معزز مہمان کچھ دیر دفتر اہتمام میں تشریف فرما رہے یہاں انہوں نے اپنے دستخطوں سے مزین قرآن کریم مطبوعہ حکومت مصر کی ایک پیٹی حضرت والد ماجد شیخ الحدیث مدظلہ کو پیش فرمائی، بعد میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طرف سے دارالحدیث میں ضیافت کی تقریب ہوئی جس میں دارالعلوم کے تمام اساتذہ اور بعض اراکین نے بھی مہمانوں کے ساتھ شرکت کی اس کے بعد شیخ الازہر نے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ کیا اسباق کے اوقات شروع تھے شیخ بعض درسگاہوں میں گئے، جہاں اس وقت بیضاوی شریف مختصر المعانی، ہدایۃ النحو اور مطول کے اسباق ہو رہے تھے، آپ نے مقررہ کتابوں اور ان کے مصنفین اور زیر بحث موضوع کے بارہ میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور یہاں کے دینی مدارس کے طریقہ درس کے نشست اور طلبہ واساتذہ کی صورتوں سے اور دینی تصلب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے معائنہ کے دوران آپ جب دارالعلوم سے ملحق شعبہ اطفال مدرسہ تعلیم القرآن مڈل سکول میں گئے تو بچوں نے خوشی میں ہوائی فائرنگ کی، طلبہ نے تجوید وقرأت کا مظاہرہ کیا جس پر شیخ نے دلی دعاؤں کا اظہار کیا۔

اس کے بعد دارالحدیث ہال میں مہمانوں کے اکرام میں استقبالیہ جلسہ منعقد ہوا نہ صرف ہال کھچا

کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ نصف سے زیادہ سامعین نے باہر کھڑے ہوکر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ کارروائی سنی تلاوت کلام پاک نہایت مؤثر انداز میں مولوی فضل الرحمان صاحب متعلم دارالعلوم حقانیہ جو مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ سرحد کے بڑے صاحبزادہ ہیں، نے فرمائی اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم الحقانیہ نے دارالعلوم کیطرف سے سپاسنامہ پیش کیا جسے احقر نے پڑھ کر سنایا سپاسنامہ میں جامع ازہر کے علمی خدمات مصر اور حکومت مصر کی سیاسی اہمیت اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ جامع ازہر کی علمی اور ثقافتی روابط کے قیام وترقی اور عالم عرب کے ساتھ اسلامی بنیادوں پر رشتوں کی مزید استواری وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی تھی، اور اس شدید سردی اور مصروفیت کے باوجود دارالعلوم تشریف لانے پر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا بالخصوص جامع ازہر کا دارالعلوم حقانیہ کی سند کو بی اے کے مماثل قرار دینے پر شیخ ازہر کا شکریہ بھی ادا کیا گیا، سپاسنامہ کے بعد فقیہ الاسلام مولانا مفتی محمود نے علماء ہند اور جمعیۃ العلماء اسلام کی دینی اور سیاسی تاریخ پر فی البدیہہ ایک جچی تلی تقریر فرمائی آپ نے نہ صرف دینی مدارس کے پس منظر اور جنگ آزدی میں علماء کی قربانیوں پر روشنی ڈالی بلکہ عربی کی اہمیت کیساتھ عالم اسلام اور عربوں کے درمیان دینی اور اسلامی روابط کی ضرورت اور باہمی اتحاد کی ضرورت کو نہایت حکیمانہ انداز میں پیش کیا، نیز پاکستان میں علماء کے دستوری مساعی اور مجوزہ دستور کی اسلامی دفعات کا بھی جامع انداز میں ذکر کیا، شیخ الازہر نے آخر میں مختصر وقت میں اپنی تقریر میں تجوید وقرأت عالم اسلام اور پاکستان کے لئے عربی بحیثیت زبان کی ضرورت پر روشنی ڈالی اس خطہ کی دینی وعلمی حیثیت پر بڑی مسرتوں کا اظہار کیا اور دارالعلوم کیساتھ علمی اور ثقافتی جدید کتابوں وغیرہ کی شکل میں امداد کے لئے بھی وعدہ فرمایا آخر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے شیخ الازہر کو ایک ترکستانی چوغہ پہنایا اور اسی گرمجوشی کیساتھ دارالعلوم نے ان معزز مہمانوں کو الوداع کہا۔

صدر المشائخ مولانا فضل عثمان مجددی کی رحلت

19 اپریل 1973ء بروز جمعرات مغرب کے قریب لاہور کے میو ہسپتال میں افغانستان کے سلسلہ رشد وہدایت کے ایک مرشد کامل اور خانوادہ مجددی فاروقی کے ایک گل سرسبد ملت اسلامیہ کو داغ مفارقت دے گئے یعنی حضرت نور المشائخ شیخ فضل عمر مجددی ملا شور بازار قدس سرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا صدر المشائخ فضل عثمان مجددی کا تقریباً اسی برس کی عمر میں انتقال ہوگیا حضرت مرحوم نے اپنے اولو العزم والد بزرگوار کی طرح دعوت وتبلیغ اسلام اور جہاد وعزیمت میں ساری زندگی گذاری کچھ عرصہ قبل جب افغانستان کی دینی فضا بدلتی محسوس ہوئی تو آپ نے ترک وطن فرما کر پاکستان کی سالمیت عالم اسلام کے اتحاد اور لادینی فتنوں کے مقابلہ میں مصروف رہے اعلاء کلمۃ اللہ جہاد وعزیمت اس خاندان مجددیہ فاروقیہ کا

موروثی شعار ہے۔

حضرت مرحوم کو دیگر اکابر مشائخ کی طرح دارالعلوم حقانیہ سے خاص تعلق خاطر رہا اور بارہا اچانک دارالعلوم تشریف لاتے اور اپنی شفقتوں سے سب کو نوازتے اپنے والد بزرگوار کی سنت کو قائم رکھتے ہوئے، حضرت والد ماجد شیخ الحدیثؒ نے مولانا محمد ابراہیم جانؒ افغانستان کے نام پر اپنے تعزیتی ٹیلیگرام میں پورے دارالعلوم کیطرف سے اظہار تعزیت کیا اور حضرت مرحوم کے رفع درجات کی دعائیں ہوئیں حق تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ مقامات قرب ورضا سے نوازے۔

قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحقؒ کی دس اہم ترین مذہبی، سماجی اور معاشرتی قراردادیں

فری میسن، روٹری کلب اور لائنز کلب، مشنری اداروں کی تحریکِ ارتداد، فحش اور لادینی لٹریچر کا فروغ واشاعت، خاندانی منصوبہ بندی، شراب، گھوڑ دوڑ قمار بازی، فحش ثقافتی سرگرمیوں پر پابندی، سودی نظام کا خاتمہ قادیانیت کو اقلیت قرار دینے کے مطالبات۔

مئی و جون 1973ء

۱: اس اسمبلی کی رائے یہ کہ فری میسن تحریک اور اس سے ملحقہ اداروں کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

۲: قومی اسمبلی کی رائے ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جن شہری اور مذہبی آزادیوں کی اجازت دی گئی ہے ان کا لحاظ رکھتے ہوئے غیر مسلم اقلیتی فرقوں خصوصا عیسائی مشنری اداروں کی طرف سے چلائی جانے والی تحریک ارتداد پر پابندی عائد کی جائے نیز یہ کہ ایسی تمام سرگرمیوں کی ممانعت کی جائے جن سے کسی مسلمان شہری کے مرتد ہونے کا احتمال ہو۔

۳: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان بھر میں سودی اقتصادی اور معاشی کاروباری نظام از قسم بینکنگ وغیرہ ختم کر کے اسے اسلامی دائرہ میں ڈھال دیا جائے۔

۴: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ ملک بھر میں فری میسن تحریک سے ملتی جلتی سرگرمیوں میں ملوث ادارے روٹری کلب اور لائنز کلب پر پابندی لگائی جائے۔

۵: اس اسمبلی کی رائے یہ ہے کہ پاکستان بھر میں ایسے لٹریچر کا فروغ واشاعت اور ملک میں داخلہ ممنوع قرار دیا جائے جس سے مسلمانوں کے اخلاق وعقائد اور نظریہ پاکستان متاثر ہو سکتے ہیں نیز عریاں اور فحش لٹریچر کی بھی ممانعت کی جائے۔

۶: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ ملک بھر میں ثقافت اور کلچر کے نام سے ہونے والی تمام ایسی سرگرمیوں ڈانس ناچ گانا وغیرہ پر پابندی لگائی جائے جس سے معاشرہ میں اخلاقی برائیاں فحاشی اور بے حیائی پھیل رہی ہو نیز رقص وسرود کرنے والی ثقافتی طائفوں کا بیرونی ممالک سے تبادلہ بند کردیا جائے۔

۷: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ شعبہ خاندانی منصوبہ بندی فی الفور بند کردیا جائے کیونکہ اس شعبہ کی کارکردگی قرآن پاک، سنت اور اسلام کے منافی ہے اس شعبہ کے ملازمین کسی دوسرے محکمہ میں مدغم کئے جائیں

۸: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان بھر میں شراب کے پینے بنانے خرید وفروخت اور درآمد وبرآمد پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

۹: قومی اسمبلی کی رائے ہے کہ ملک بھر میں گھوڑ دوڑ ریس کورس کے نام پر ہونیوالا جوا اور دیگر ہر قسم کی قمار بازی پر پابندی لگائی جائے۔

۱۰: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان میں مرزائی جماعت اور اسکے تمام افراد (قادیانی اور لاموری ہر دو جماعتوں) کو قرآن وسنت اور اجماع امت کے متفقہ فیصلہ کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے انکی تمام تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور انہیں زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی علیحدہ تشخیص قائم کرنے کی ہدایت دی جائے یہ اسمبلی آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی تحسین وتائید کرتی ہے جسمیں مرزائیوں کی غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور انکی رجسٹریشن کرنے پر زور دیا گیا ہے نیز آئندہ کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کا دعوئ نبوت کرنے یا اپنے کسی مدعی کی پیروی کرنے والوں کیساتھ مرتد جیسا سلوک کیا جائے۔ (مئی ۱۹۷۳)

طالبعلم محمد شاہ عالم وزیرستانی کا دریائے کابل میں ڈوبنے کا حادثہ

جون ۱۹۷۳ء دارالعلوم کے جواں سال ذہین محنتی طالب علم مولوی محمد شاہ عالم وزیرستانی اکوڑہ خٹک کے دریائے کابل لنڈا میں ڈوب کر شہادت پاگئے یہ واقع بھی اس ماہ دارالعلوم کے طلبہ اساتذہ اور انتظامیہ کیلئے شدید صدمے کا باعث بنا ہفتہ عشرہ تک دریا سے لاش کی بازیابی کی کوششوں کے باوجود اللہ کو منظور نہ ہوا علوم دینیہ کی طالب علمی مسافرت پھر دریا کی موت اور جمعہ کا دن شہادت در شہادت کی حکمی علامتیں اور ان کے عنداللہ مقبولیت کی دلیلیں ہیں حق تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبر واجر اور مرحوم کو درجات عالیہ عطاء فرماوے۔

(نوٹ): افسوس کہ دینی معاشرتی اور سماجی حیثیت سے ان اہم ترین قراردادوں میں بیشتر کو درخور اعتناء نہ سمجھ کر خارج کیا گیا ان قراردادوں کے متعلق شیخ الحدیث کی تفصیلی رائے اور بحث جوانہوں نے اسمبلی کے فلور پر پیش کیئے وہ اس موضوع پر مولانا سمیع الحق مدظلہ کی مرتب کردہ تفصیلی کتاب "قومی اسمبلی میں اسلام کا

معرکہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔ (عرفان الحق حقانی)

قومی وسیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی دارالعلوم آمد

۸ جولائی ۱۹۷۳ء: پشاور جاتے ہوئے متعدد قومی وسیاسی اور مذہبی رہنما کچھ دیر کیلئے حضرت شیخ الحدیث والد ماجد مدظلہ سے ملاقات اور دارالعلوم کی زیارت کے لئے تشریف لائے حضرت مولانا مفتی محمود کی معیت میں مولانا شاہ احمد نورانی نے فی البدیہ عربی میں علم دین اور علماء کی فضیلت بیان کی انہوں نے کہا کہ دارالعلوم کی علمی ودینی مرکزیت اور شہرت کی وجہ سے یہاں آنا میری دیرینہ خواہش تھی یہاں کے طلبہ کے چہروں پر علوم نبوت کے انوار محسوس ہورہے ہیں چوہدری ظہور الٰہی صاحب نے کہا کہ قدرومنزلت کی اس محفل میں شرکت اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں برائیوں کی وجہ سے قوم ظلم میں مبتلا ہوجاتی ہے لیکن اگر موت کی نیند نہ ہو تو قومیں جھاگ اٹھتی ہیں جسکی مثال یہ دارالعلوم ہے جناب پروفیسر غفور احمد صاحب نے فرمایا کہ یہاں کی حاضری کو خوش قسمتی سمجھتا ہوں آسمان کا سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے مگر اللہ کی بندگی اطاعت اور علوم کا سورج مغرب سے طلوع ہوا دارالعلوم جیسی درسگاہیں پاکستان قائم رکھنے والے لوگوں اور اسلام چاہنے والوں کی ہیں یہاں سے نکلنے والے روشنی کے چراغ اور پہاڑی کے نمک ہیں مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری نے کہا کہ یہ ادارہ حضور ﷺ کے پیغام کا حامل ہے علماء کے مساعی سے دستور قدرے اسلامی ہوا اور ایسی ہی جدوجہد سے ملک دین ودنیا کے اعتبار سے پھولتا پھیلتا نظر آئے گا ان شاء اللہ قائد وفد مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا کہ میں تو ہفتہ دو ہفتہ میں ضرور آپ کے پاس آتا ہوں یہاں میری حیثیت میزبان کی ہے انہوں نے معزز مہمانوں کا اپنے اور حضرت والد ماجد کی طرف سے یہاں آمد پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہماری جدوجہد ہے کہ جو علوم قرآن وحدیث آپ یہاں حاصل کررہے ہیں اسے ملک میں جاری کرسکیں اور دین کا نظام قائم ہو معزز مہمانوں نے دارالعلوم کے تمام شعبوں کا معائنہ بھی کیا ہے اور کتاب الاراء میں تاثرات قلم بند کئے۔

سعودی عرب کی وزارت تعلیم کے وفد کی دارالعلوم آمد

۲۳ اگست ۱۹۷۳ء کو اچانک سعودی عرب کی وزارت تعلیم، اوقاف اور بحوث اسلامیہ کا ایک معزز وفد دارالعلوم میں تشریف لایا وفد کے ارکان میں سعودی عرب کے ممتاز اصحاب علم وفضل الاستاذ محمد ابراہیم الشیخ مدیر التوعیۃ الاسلامیہ وزارۃ المعارف الریاض، الاستاذ عبدالمحسن وزارۃ الحج والاوقاف مکہ مکرمہ الاستاذ عبدالمحسن بن ابراہیم آل الشیخ مندوب البحوث الاسلامیہ والافتاء الریاض شامل تھے دفتر اہتمام میں احقر نے انہیں دارالعلوم کے تفصیلی حالات سے روشناس کیا بعد میں وفد نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں عمارات تعلیمی نظام

کتب خانہ اور دفتر الحق کا معائنہ کیا دارالحدیث میں وفد نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سے ملاقات کی اور انکی درس حدیث میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا طلبہ کی خواہش پر وفد کے ارکان میں سے استاذ محمد ابراہیم نے برجستہ تقریر فرمائی جس میں یہاں آمد پر اپنی مسرت کے اظہار کیساتھ ساتھ علم دین اور علماء کی فضیلت اور اس پرفتن دور میں ان کی ذمہ داریوں عالم اسلام کے اتحاد کی ضرورت اور حکومت سعودی عرب کے دینی جذبات اوراحساسات پر روشنی ڈالی وفد نے دارالعلوم کی کتاب الاراء میں اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے لکھا:

الحمد للّٰہ الذی أنزل الذکر وحفظہ والصلوٰۃ والسلام علی من جاھد فی اللّٰہ حق جھادہ حتی اتم اللہ بہ الدین واکمل بہ النعمۃ وبعد فقد سررنا کثیرا بما سمعناہ وشاھد ناہ فی ھذا المعھد الشامخ الذی ینتظم فیہ طلاب العلم والمعرفۃ لتخرج افواجاً الیٰ الناس تدعوا الیٰ اللہ علیٰ علم وبصیرۃ ونعتقد ان لھذہ الدار الکریمۃ أبلغ الاثر فی مثل ھذا لموقع البعید عن فیوضاہ الدن وصحبھا وفق اللہ القائمین علیہ لخدمۃ الاسلام والمسلمین۔

حرر ابراھیم الصلیفیح: :عبدالمحسن :۲۲۔۷۔۱۳۹۲ھ

مدیر التوعیۃ الاسلامیۃ: مدیر التوعیۃ الاسلامیہ وزارۃ الحج والاوقاف :عبدالمحسن بن ابراھیم

وزارت المعارف الریاض: :بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ: :آل شیخ مندوب البحوث الاسلامیہ والافتاء الریاض

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی قرار داد لادینی اور فحش لٹریچر پر پابندی کے متعلق روزنامہ ''نوائے وقت'' کا اداریہ

قومی اسمبلی نے مولانا عبدالحق کی طرف سے پیش کردہ ایک غیر سرکاری قرارداد پر غور مرکزی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کی اس یقین وہانی پر ملتوی کردیا ہے کہ حکومت مستقل آئین کے بعد اس قرارداد پر بحث کے لئے تیار ہوگی اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایسے تمام لٹریچر پر پابندی عائد کردی جائے اور اسکی سختی سے روک تھام کی جائے جس سے مسلمانوں کے اعتقادات اور نظریہ پاکستان پر زد پڑتی ہو نیز ہر قسم کے عریاں لٹریچر پر بھی پابندی رکائی جائے۔

پاکستان کا کوئی بھی ذی عقل اور باشعور شہری اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور یہ اسلام کی بدولت ہی قائم ودائم رہ سکتا ہے اسلامیان برصغیر نے کائنات ارضی کا یہ خطہ ایک خدا ایک رسول ﷺ ایک کتاب ایک ملک ایک قوم کے نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا تھا اور اسی

کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ نصف سے زیادہ سامعین نے باہر کھڑے ہوکر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ کارروائی سنی تلاوت کلام پاک نہایت موثر انداز میں مولوی فضل الرحمان صاحب متعلم دارالعلوم حقانیہ جو مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ سرحد کے بڑے صاحبزادہ ہیں، نے فرمائی اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم الحقانیہ نے دارالعلوم کیطرف سے سپاسنامہ پیش کیا جسے احقر نے پڑھ کر سنایا سپاسنامہ میں جامع ازہر کے علمی خدمات مصر اور حکومت مصر کی سیاسی اہمیت اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ جامع ازہر کی علمی اور ثقافتی روابط کے قیام وترقی اور عالم عرب کے ساتھ اسلامی بنیادوں پر رشتوں کی مزید استواری وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی تھی، اور اس شدید سردی اور مصروفیت کے باوجود دارالعلوم تشریف لانے پر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا بالخصوص جامع ازہر کا دارالعلوم حقانیہ کی سند کو بی اے کے مماثل قرار دینے پر شیخ ازہر کا شکریہ بھی ادا کیا گیا، سپاسنامہ کے بعد فقیہ الاسلام مولانا مفتی محمود نے علماء ہند اور جمعیۃ العلماء اسلام کی دینی اور سیاسی تاریخ پر فی البدیہہ ایک جچی تلی تقریر فرمائی آپ نے نہ صرف دینی مدارس کے پس منظر اور جنگ آزدی میں علماء کی قربانیوں پر روشنی ڈالی بلکہ عربی کی اہمیت کیساتھ عالم اسلام اور عربوں کے درمیان دینی اور اسلامی روابط کی ضرورت اور باہمی اتحاد کی ضرورت کو نہایت حکیمانہ انداز میں پیش کیا، نیز پاکستان میں علماء کے دستوری مساعی اور مجوزہ دستور کی اسلامی دفعات کا بھی جامع انداز میں ذکر کیا، شیخ الازہر نے آخر میں مختصر وقت میں اپنی تقریر میں تجوید وقرأت عالم اسلام اور پاکستان کے لئے عربی بحیثیت زبان کی ضرورت پر روشنی ڈالی اس خطہ کی دینی وعلمی حیثیت پر بڑی مسرتوں کا اظہار کیا اور دارالعلوم کیساتھ علمی اور ثقافتی جدید کتابوں وغیرہ کی شکل میں امداد کے لئے بھی وعدہ فرمایا آخر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے شیخ الازہر کو ایک ترکستانی چوغہ پہنایا اور اسی گرمجوشی کیساتھ دارالعلوم نے ان معزز مہمانوں کو الوداع کہا۔

صدر المشائخ مولانا فضل عثمان مجددی کی رحلت

19 اپریل 1973ء بروز جمعرات مغرب کے قریب لاہور کے میو ہسپتال میں افغانستان کے سلسلہ رشد وہدایت کے ایک مرشد کامل اور خانوادہ مجددی فاروقی کے ایک گل سرسبد ملت اسلامیہ کو داغ مفارقت دے گئے یعنی حضرت نور المشائخ شیخ فضل عمر مجددی ملاشور بازار قدس سرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا صدر المشائخ فضل عثمان مجددی کا تقریباً اسی برس کی عمر میں انتقال ہوگیا حضرت مرحوم نے اپنے اولو العزم والد بزرگوار کی طرح دعوت وتبلیغ اسلام اور جہاد وعزیمت میں ساری زندگی گذاری کچھ عرصہ قبل جب افغانستان کی دینی فضا بدلتی محسوس ہوئی تو آپ نے ترک وطن فرما کر پاکستان کی سالمیت عالم اسلام کے اتحاد اور لادینی فتنوں کے مقابلہ میں مصروف رہے اعلاء کلمۃ اللہ جہاد وعزیمت اس خاندان مجددیہ فاروقیہ کا

دستور کی ترامیم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا

ارکان دستوریہ سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی دردمندانہ اپیل

مسودہ دستور پر تفصیلی بحث اور مجوزہ ترامیم کے سلسلہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ممبر قومی اسمبلی نے تمام ارکان دستوریہ سے دردمندانہ اپیل کی ہے کہ مسودہ اور مسودہ کی مجوزہ ترامیم پر غور کرتے ہوئے خداوندکریم کے سامنے جوابدہی قیام پاکستان کیلئے اسلام کی خاطر مسلمانوں کی لامثال قربانیوں نظریہ پاکستان ملک وملت آنے والی نسلوں کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر کوئی رائے قائم کی جائے ،حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ایک اخباری بیان میں فرمایا کہ یہ بات قطعی طے ہے ،کہ قیام پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریہ تھا ،اس نظریہ پر مبنی آئین نہ ہونے نے ملک کو انتشار اور بالاخر جاہی سے ہمکنار کردیا اور اب ملک کی سالمیت بقاء اور تحفظ خالص اسلامی آئین پر موقوف ہے تو اراکین کو تمام ذاتی علاقائی اور گروہی مفادات سیاسی وابستگیوں کو بالائے طاق رکھ کر سوچنا ہے کہ کیا مسودہ کے مجوزہ طریقہ کار سے اسلامی قانون سازی ممکن ہے؟ اگر نہیں تو کسطرح اس کا تدارک ہوسکتا ہے ،جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی موجودہ شکل سے اسکے تحفظ کی ضمانت ہرگز نہیں مل سکتی اب اگر بعض خالص اسلامی ترامیم خواہ وہ جس طرف سے بھی آئی ہوں کے ذریعہ اسلام کی بالادستی ،خداوندکریم کی حاکمیت اسلامی قانون سازی کا تحفظ ،لادینی نظریات کی تبلیغ واشاعت کے انسداد معاشرہ کی اسلامی تعلیم وتربیت اور اسلامی تعلیم وتربیت اور اسلامی نظام عدل ومساوات کی ضمانت حاصل کرنے کی کوشش ہورہی ہے اور کچھ ارکان اسے محض ذاتی اور پارٹی کے وقار کی وجہ سے بے دردی سے مسترد کردیں اور کثریت کے بل پر اپنی بات منوائیں گے ،تو داور محشر کے سامنے یقیناً انہیں جوابدہ ہونا پڑے گا ،کیونکہ اسطرح وہ اس ملک میں اللہ کی حاکمیت اسلام اسلامی اقدار تمدن وتہذیب کی بالادستی کے لئے رکاوٹ بنیں گے ،مولانا عبدالحق مدظلہ نے نہایت خلوص سے اپیل کی ہے کہ آئین قوم کی موت وحیات کا مسئلہ ہوتا ہے اس لئے مخلصانہ جذبات سے کام لیکر کوئی فیصلہ صادر کیا جائے مولانا نے کہا کہ پہلے دن خالص اسلامی ترامیم کے بارے میں جو سلوک کیا گیا اور جسطرح انہیں مسترد کیا گیا اس سے یہ تشویش پیدا ہوچکی ہے کہ شاید یہ آئین بھی مسلمانوں کے اعتماد پر پورا نہ اتر سکے خدانخواستہ یہی ہوا تو یہ اس ملک کی انتہائی بدقسمتی ہوگی ،اور شاید قدرت ہمیں کوئی اور موقعہ نہ دے مولانا نے کہا کہ میری اس اپیل کی بنیاد خالص جذبہ "الدین النصیحۃ" اور خیر خواہی ملک وملت ہے اس لئے اکثریتی پارٹی (پیپلز پارٹی) کے ارکان سے توقع ہے کہ وہ سب بحیثیت ایک مسلمان کے اس پر غور کریں گے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اعمال صالحہ میں مسابقت

نحمده ونصلی رسوله الکریم! فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (آل عمران:۱۳۳)

اور اپنے رب کی طرف مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جسکی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں وہ اُن پرہیز گاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

بادروا بالاعمال الصلحة فتکون فتن کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمناً و یُمسی کافراً ویُمسی مومناً و یصبح کافراً یبیع دینه بعرض من الدنیا (صحیح مسلم ۱۸۶)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اس لئے کہ بڑے فتنے آنے والے ہیں۔ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔صبح انسان مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر۔اس لئے کہ اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

معزز سامعین کرام!

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ اور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث شریف تلاوت فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی سے دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے اور وہ متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے ایک عقل مند انسان اپنی حقیقت پر غور وفکر کرے، اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور حکمت پر سوچے، اور اس کی شان ربوبیت پر غور وخوض کرے تو اس تفکر تدبر اور غور وخوض کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف خود بخود دل مائل ہوگا اور دل میں یہ داعیہ پیدا ہوگا کہ جس خالق نے مجھے پیدا کیا ہے مجھے بارشوں کی رحمت میں رکھا ہے نعمتوں کی مجھ پر بھتات کی ہے اس مالک اور اس خالق کا مجھ پر بھی کوئی حق ضرور ہوگا اس لیے اس آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا

ہے کہ جب دل میں یہ داعیہ پیدا ہو تو فوراً نیک کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اسمیں دیر نہیں لگانی چاہیے۔ مبادرۃ کا یہی معنی ہے یعنی کسی کام کو جلدی کرنا اور اس میں ٹال مٹول نہ کرنا، آئندہ اور کل پر نہ چھوڑنا۔

نیک جذبے پر فوری عمل

محترم سامعین! یہ داعیہ درحقیقت اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک معزز مہمان ہے اس کی خاطر مدارت کرنا چاہیے اور اس کی خاطر مدارت یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مثلاً دو رکعت نفل پڑھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ تو اگر وقت مکروہ نہیں تو فوراً وضو کر کے دوگانہ پڑھے۔ یا اگر صدقے اور خیرات کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو اسی وقت صدقہ یا خیرات کر لیا جائے۔ کوئی پتہ نہیں کہ اگر تم نے اسکو کل یا آئندہ پر ٹال دیا تو کیا کل یا آئندہ آپ زندہ بھی ہوں گے؟ اور اگر زندگی مل گئی تو کیا صحت بھی نصیب ہوگی۔ یا بالفرض اگر صحت بھی مل گئی تو کیا یہ جذبہ اور شوق بھی اسی طرح ہوگا۔ لہٰذا نیک کام کا داعیہ پیدا ہوتے ہی اس پر عمل کرنا چاہیے۔

اعمال صالحہ میں مسابقت

ایک لفظ تسابق ہے۔ مسابقہ کا معنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا۔ مقابلے میں آگے نکلنے کی کوشش کرنا۔ آخرت کے کاموں میں دوڑ لگانا۔ دنیا کے کاروبار میں تو چھوٹے بڑے سب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی جستجو میں مصروف ہیں۔ دولت کمانے پیسہ بٹورنے کی دھن سب کو لگی ہے آخرت کی فکر، قبر و حشر حساب و کتاب کی فکر کسی کو نہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند

حضرت عبداللہ بن مبارک جو بڑے رتبے کی محدثین، صوفیاء کرام اور بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ میرا اٹھنا بیٹھنا ایک وقت میں بڑے بڑے مالداروں اور دنیاداروں کے ساتھ تھا۔ ان کی شان و شوکت، ساز و سامان دیکھ کر میرے اندر بھی دنیا کی حرص بڑھ جاتی تھی اور میری زندگی میں اطمینان، سکون اور آرام نہیں تھا۔ ہر وقت بے چینی اور پراگندگی طبیعت میں ہوتی تھی۔ لیکن جب سے نیکو کاروں کا ساتھ دیا ان کا رفیق بن گیا۔ آخرت کی فکر دامنگیر ہوئی۔ تو اب حالت یہ ہے کہ میں دنیا کی کاموں کی طرف التفات نہیں کرتا۔ کسی دنیادار پر مجھے رشک نہیں۔ مال و دولت کے اعتبار سے کم رتبہ لوگوں کو دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے۔ یہ ان لوگوں کے پاس نہیں۔ ان سے تو میرے کپڑے اچھے ہیں۔ ان سے تو میرا کھانا پینا بہتر ہے۔ میرا گھر بھی ان سے اچھا ہے اور میری سواری بھی اس کی سواری سے اچھی ہے۔ اس وجہ سے مجھے راحت ملی ہے۔ سکون ملا ہے۔ اطمینان ملا ہے ......

راحت کے حاصل کرنے سے راحت کا ملنا ضروری نہیں۔ اور ایک وہ شخص ہے جس کے پاس لیٹنے کے لئے کوئی بستر نہیں چارپائی کے بجائے سخت زمین ہے۔ ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر آرام کی نیند سو جاتا ہے۔ آٹھ گھنٹے بھرپور نیند لے کر صبح کو بیدار ہو جاتا ہے۔ تو اب راحت کس کو ملی۔ مالدار، دنیادار کو یا اس غریب بے گھر تھکے ہوئے زمیندار کو۔ کہ اس کے پاس اسباب راحت موجود نہیں تھے لیکن راحت مل گئی۔ دوسرے کے پاس اسباب راحت موجود لیکن راحت موجود نہیں۔

معزز دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہم اسباب دنیا جمع کرنے میں مصروف ہو کر دوسروں سے آگے بڑھنے کی فکر میں لگ گئے تو اسباب راحت تو جمع ہو جائیں گے۔ سب کچھ ہاتھ آجائیگا۔ کوٹھی، بنگلہ، نوکر، چاکر، موٹر کار، حشم و خدم، روپے پیسے، لیکن آرام و راحت کا نشان تک نہیں ملے گا۔ جب تک یہ خیال پیدا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حلال طریقہ سے جتنا مجھے دے رہے ہیں۔ اس سے میرا کام چل رہا ہے۔ اسی وقت تک تم کو سکون حاصل نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے اونچے آدمی کو نہ دیکھو کہ وہ کہاں جا رہا ہے بلکہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھو کہ ان بے چارے کے مقابلے میں اللہ نے تم کو کیا کچھ دے رکھا ہے۔ اس کے ذریعے تم کو قرار آئے گا راحت ملے گی اور سکون حاصل ہوگا لیکن دین کے معاملے میں اپنے سے اونچے کو دیکھو۔ اسلئے کہ اس کے ذریعے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور آگے بڑھنے کی بے تابی ہوگی اور یہ بے تابی بڑی مزیدار اور لذیذ ہے۔ دنیا کیلئے بے تاب ہونا تکلیف دہ اور آخرت کیلئے بے تاب اور بے قرار ہونا راحت دہ ہے۔

فتنوں سے بچاؤ صرف اعمال صالحہ سے

بہرحال سامعین کرام! میں نے آیت کیساتھ ایک حدیث شریف بھی ذکر کی تھی جو حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے:

عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه ﷺ قال بادروابا الا عمال الصالحه فتکون فتن کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمناً ویمسی کافراً و یمسی مؤمناً ویصبح کافراً یبیع دینه بعرض من الدنیا (رواه مسلم)

حضرت ابوہرۃؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اسلئے کہ بڑے فتنے آنے والے ہیں۔ ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ صبح انسان مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر۔ اسلئے کہ اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب اندھیری رات شروع ہو جاتی ہے اور اس کا ایک حصہ گزر جاتا ہے تو اس کے بعد آنے والا حصہ بھی رات ہی کا حصہ ہوتا ہے۔ اور اس حصے میں تاریکی بنسبت اول حصے کے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تیسرے حصے میں اندھیرا بڑھ جاتا ہے اب اگر کوئی بندہ اسی انتظار میں ہے کہ اب تو مغرب کا وقت ہے تھوڑی سی تاریکی ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد روشنی ہو جائے گی اسی وقت کام کروں گا۔ تو یہ شخص احمق اور بے وقوف ہے۔ اس لئے کہ اب جو وقت بھی گزرے گا تاریکی کا وقت آئے گا۔ اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں فتنے بھی رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے آئیں گے۔ ایک فتنہ دوسرے سے بڑا ہوگا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ صبح کو ایک آدمی مؤمن ہو کر اُٹھے گا تو شام کو کافر ہوگا۔ اس لئے کہ فتنہ ایسا ہوگا کہ اسکی ایمان کو زائل کردے گا۔

عصرِ حاضر کے فتنے

اس صدی کے آغاز پر ہم سب نے عجیب وغریب فتنے دیکھے۔ عورتوں اور بچوں کو قطاروں میں کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا نہ تو ہم نے پردے کا خیال کیا نہ کسی اجنبی سے حیا کی۔ راشن کے نام پر پردے کا مذاق اڑایا گیا۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو بندہ مومن ہو کر اٹھا تھا۔ شام کو کافر بن گیا۔ آپ ﷺ نے وجہ بیان فرمائی کہ یہ اس لئے کہ دین کو دنیا کے عوض بیچے گا۔ یعنی جب کاروبار دنیا میں پہنچا۔ اسکو تو فکر لگی ہوئی تھی۔ دنیا کو جمع کا اور مال اور دولت کو جمع کرنے کی۔ تو ایک وقت ایسا بھی پہنچا کہ مال کے ساتھ شرط یہ تھی کہ دین کو چھوڑ دو تو تم کو یہ دنیا کے مال واسباب مل جائیں گی اب اس کی دل میں کش مکش پیدا ہوئی کہ دین کو چھوڑ کر دنیا حاصل کرو یا دنیا چھوڑ کر دین کو نہ چھوڑو۔

نیکی میں سستی شیطان کا دھوکہ ہے

چونکہ ہم ٹالنے کے عادی بن چکے تھے کہ دین کے بارے میں کب باز پرس ہوگی اگر ہوئی بھی تو بعد میں توبہ کرلوں گا۔ یہ نقد کا سودا ہے۔ اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا نفس اور شیطان کی مان کر دین کو بیچ ڈالا اور اس دار فانی متاع قلیل کو حاصل کرلیا۔ اسلئے فرمایا کہ صبح مومن اٹھا تھا اور شام کو کافر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بادروا بالاعمال الصالحۃ انتظار مت کرو سستی اور کاہلی کئے بغیر جلدی جلدی نیک اعمال کرنے کی کوشش کرو۔ ہم کو شیطان دھوکا دے رہا ہوتا ہے کہ ابھی تو جوان ہے۔ بہت ساری عمر باقی ہے۔ جب

بوڑھے ہو گئے تو تب نیک اعمال کریں گے یاد رکھو۔ یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ آپ ﷺ چونکہ حکیم ہیں اور سمجھ رہے تھے کہ شیطان اسی طرح نیک بندوں کو ورغلانے کی کوشش کرے گا اسلئے فرمایا کہ نیکی میں انتظار نہ کرو اور نیک کام کا داعیہ پیدا ہو جائے تو فوراً وہ کام کرنا چاہیے کسی دوسرے وقت پر ٹالنا بہت بڑی نادانی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا جذبہ اعمال صالحہ

غزوۂ اُحد میں ایک دیہاتی قسم کا آدمی کھجوریں کھا رہا تھا اس نے آکر نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑائی جو آپ کر رہے ہیں۔ اس میں اگر ہم قتل ہو گئے تو ہمارا انجام کیا ہو گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکا انجام جنت ہو گا تم سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکو دیکھا کہ وہ کھجوریں کھاتا جا رہا تھا لیکن جب اس نے سنا کہ اس کا انجام جنت ہے تو کھجوریں پھینک کر سیدھا میدان جہاد میں گھس گیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور سیدھا جنت میں چلا گیا۔ کیونکہ اس صحابیؓ کے دل میں ایک داعیہ پیدا ہو گیا اور جب جنت کا سنا تو کھجور کھانے کے تاخیر کو بھی برداشت نہ کیا اور آگے بڑھ کر اس پر عمل کر لیا۔ رسول پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ وہ ہمیشہ آخرت کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے۔

غزوہ تبوک میں صحابہ کرام کی مسابقت

سنن ابی داؤد میں واقعہ لکھا ہے کہ غزوہ تبوک اس وقت پیش آیا کہ گرمی کا موسم تھا شدید گرمی تھی۔ سورج آگ برسا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ جس نے اس غزوہ میں شرکت کی اس کے لئے میں جنت کا ذمہ لیتا ہوں۔ لہٰذا چندہ کی ضرورت ہے اونٹنیاں چاہیے روپے پیسے چاہیے صحابہ کرامؓ نے جب زبان نبوت سے جنت کی بشارت سنی تو حسب استطاعت چندہ اکٹھا کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے گھر آکر گھر کا سارا سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ آدھا حصہ گھر کے اخراجات کیلئے چھوڑ دیا اور آدھا مال حضور پاک ﷺ کے دامن میں ڈال دیا۔ فرماتے ہیں کہ دل میں یہ خیال تھا کہ آج میں صدیق اکبرؓ سے آگے بڑھوں گا۔ کیونکہ میں نے گھر کا آدھا مال حاضر کر لیا ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ میں روپے پیسے کمانے میں حضرت عثمانؓ سے آگے بڑھ جاؤں نہ کبھی یہ سوچا کہ میرا مال عبدالرحمٰن بن عوف سے بڑھ جائے۔ جب دین کا معاملہ آجاتا ہے جب آخرت کی بات ہوتی ہے۔ تو پھر صحابہ کرام ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا ایثار

بہر حال! جب صدیق اکبرؓ نے اپنا سامان لاکر آپ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا اے عمر! تم نے گھر میں نے کیا چھوڑا۔ فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھر کا تمام سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے برکت کی دعا کی۔ پھر ابو بکر صدیقؓ سے پوچھا۔ ابو بکر تم نے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ حضور ﷺ! میں نے گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے آپ کے حضور پیش کر دیا ہے، اور گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ کر آیا ہوں۔

آپ نے ابو بکرؓ کیلئے دعائیں دیدیں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے پتہ چلا کہ میں چاہے ساری عمر کوشش کرتا رہوں لیکن حضرت صدیق اکبرؓ سے بڑھ نہیں سکتا اسی طرح ایک دوسرے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق سے فرمایا آپ میرے ساتھ ایک معاملہ کریں تو میں بڑا احسان مند رہوں گا۔ انہوں نے پوچھا کیا معاملہ؟ فرمایا میری ساری عمر کی نیکیاں، نمازیں، صدقے خیرات، سارے جہاد، آپ لے لیں لیکن صرف ایک نیکی کا اجر وثواب مجھے دیدیں۔ جو رات آپ نے محبوب خدا ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری تھی۔ یعنی اس رات کا اجر وثواب عمر کی ساری نیکیوں پر بھاری ہے۔

خلاصہ کلام

غرض یہ کہ جب ہم صحابہ کرام کی زندگی کو دیکھیں تو کہیں یہ بات نظر نہیں آتی کہ صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ فلاں نے اتنے پیسے کمالئے ہیں میں اتنے کمالوں گا۔ فلاں کی سواری بہت اچھی ہے میری بھی اس جیسی یا اس سے بہتر ہو۔ فلاں کا مکان بڑا شاندار ہے میرا بھی ان جیسا ہونا چاہیے۔ لیکن اعمال صالحہ اور نیک کاموں میں مسابقت اور مقابلہ نظر آتا ہے جبکہ ہمارا معاملہ اس سے بالکل اُلٹا چل رہا ہے۔ ہم دنیا کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن اعمال صالحہ اور نیک کام کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی سوچ بھی نہیں سکتے اللہ تو ہم سب کو معاف کرے اور اعمال صالحہ میں ریس لگانے کی توفیق بخشے۔ نہ کہ دنیا کے کاموں میں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

الحق کی اشاعت خاص

یہ ضخیم خصوصی نمبر قارئین "الحق" کیلئے پانچ سو روپے میں بغیر ڈاک خرچ کے دستیاب ہوگا۔

لہٰذا اس قیمتی و تاریخی دستاویز کے حصول کیلئے ابھی سے ماہنامہ "الحق" کے آفس سے بکنگ کروائیں۔

مولانا عبدالماجد رفیق ٭

عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کی ضرورت

کسی صاحب بصیرت اللہ والے نے کیا خوب کہا ہے "اصلاح نفس کیلئے اشتغال بالحدیث سب سے اقرب ذریعہ ہے" یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار حب النبی ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار کوئی بھی صاحب علم شخص نہیں کرسکتا کیوں کہ حدیث نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام امت اسلامیہ کیلئے ایک ناگزیر حقیقت اور اسکے وجود کیلئے ایک لازمی شرط ہے اسکی حفاظت ترتیب وتدوین حفظ اور نشر واشاعت کے بغیر امت کا یہ دینی علمی اور اخلاقی دوام وتسلسل برقرار نہیں رہ سکتا تھا، اور کیسے برقرار رہ سکتا ہے؟ اسلئے کہ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹادیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے، جسطرح کاغذ کا گھروندا۔

امت میں دینی ذوق کا تسلسل حدیث کا مرہون منت

عصر قریب کے نامور عالم دین اور عظیم مصلح وداعی حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) رحمہ اللہ امت میں دینی ذوق اور اسلامی مزاج کا تسلسل وتوارث حدیث ہی کو قرار دیتے ہوئے ایک جگہ رقم طراز ہیں

حدیث وسنت کی بدولت حیات طیبہ کا امتداد وتسلسل اس وقت تک باقی رہا اور امت کو اپنے ہر دور میں وہ روحانی، ذوقی، علمی وایمانی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرام ؓ کو براہ راست حاصل ہوئی تھی، اس طرح صرف عقائد واحکام ہی میں "توارث" کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ ذوق ومزاج میں بھی توارث کا سلسلہ جاری رہا حدیث کے اثر سے عہد صحابہ کا "مزاج ومذاق" ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک منتقل ہوتا رہا اور امت کی طویل تاریخ میں کوئی مختصر سے مختصر عہد ایسا نہیں آنے پایا، جب وہ مزاج ومذاق یکسر ناپید اور معدوم ہوگیا ہو ہر دور میں ایسے افراد رہے جو صحابہ کرام ؓ کے مزاج ومذاق کے حامل کہے جاسکتے ہیں وہی عبادت کا ذوق وہی تقویٰ وخشیت وہی استقامت وعزیمت وہی تواضع واحتساب نفس، وہی شوق آخرت وہی دنیا سے بے رغبتی وہی جذبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر وہی بدعات سے نفرت اور جذبہ اتباع

٭ نگران شعبہ تخصص فی علوم الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

سنت جو حدیث کے مطالعہ وشغف کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں کی صحبت وتربیت کا فیض ہے جنہوں نے اس مشکوٰۃ نبوت سے روشنی حاصل کی ہو اور اس میراث نبوی ﷺ سے حصہ پایا ہو امت کا یہ ذہنی ومزاجی توارث قرن اول سے اس چودھویں صدی ہجری کے عہد انحطاط ومادیت تک برابر قائم ہے۔

جب تک حدیث کا یہ ذخیرہ باقی ،اس سے استفادہ کا سلسلہ جاری اور اس کے ذریعہ سے عہد صحابہ کا ماحول محفوظ ہے دینی کا یہ صحیح مزاج ومذاق جسمیں آخرت کا خیال دنیا پرسنت کا اثر رسم ورواج پر ،روحانیت کا اثر مادیت پر ،باقی رہے گا اور کبھی اس امت کو دنیا پرستی سرتاپا مادیت ،انکار آخرت ،اور بدعات وتحریفات کا پورے طور پر شکار نہیں ہونے دے گا ،بلکہ اس کے اثر سے ہمیشہ اس امت میں اصلاحی وتجدیدی تحریکیں ودعوتیں اٹھتی رہیں گی ،اور کوئی نہ کوئی جماعت حق کا علمبردار اور سنت وشریعت کے فروغ کیلئے کفن بردوش رہے گی ،جو لوگ امت کو زندگی ہدایت اور قوت کے اس سرچشمہ سے محروم کرنا چاہتے ہیں ،اور اسمیں اس ذخیرہ کی طرف بے اعتمادی اور شک وارتیات پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو کیا نقصان پہنچا رہے ہیں ،اور اسکو کسی عظیم سرمایہ اور کتنی بڑی دولت سے محروم کررہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو اس طرح سے ”محروم الارث“ منقطع الاصل اور آوارہ کردینا چاہتے ہیں جس طرح یہودیت اور عیسائیت کے دشمنوں یا حوادث روزگار نے ان عظیم مذاہب کو کردیا اگر وہ سوچ سمجھ کر ایسا کررہے ہیں تو ان سے بڑھ کر اس امت اور اس دین کا دشمن کوئی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ پھر اس مزاج ومذاق کو دوبارہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں جو صحابہ کرام کا امتیاز تھا اور جو یا تو کامل طور پر براہ راست صحبت نبوی ﷺ سے پیدا ہوسکتا ہے یا بالواسطہ حدیث کے ذریعہ جو اس عہد کا جیتا جاگتا مرقع اور حیات نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بولتا چالتا روزنامچہ ہے اور جس میں عہد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی کیفیات بسی ہوئی ہیں۔ (۱)

اصلاح معاشرہ کیلئے اشتغال بالحدیث کی ضرورت

یہ بات بالکل واضح سی ہے کہ نفوس کی اصلاح سے ہی پورے معاشرے کی اصلاح ہے اسلئے ہماری ذاتی شخصی خانگی خاندانی علاقائی ملی اور عالمی غرض ہمہ جہت مسائل کی اصلاح کیلئے ہمیں اپنے پورے معاشرتی نظام میں کسی نہ کسی حد تک اشتغال بالحدیث کی ازحد ضرورت ہے۔

اشتغال بالحدیث کا کیا مطلب ہے؟ معاشرے کے مختلف طبقات میں اس کی عملی صورت کیا ہوسکتی ہے؟ یہ جاننے سے قبل ہم علم حدیث کا مفہوم سمجھنا اور اسکا تعارف کرانا ضروری خیال کرتے ہے۔

علم حدیث کا تعارف

مشہور حنفی محدث اور فقیہ علامہ عینی (متوفی ۸۵۵ھ) علم حدیث کی تعریف کرتے ہوئے صحیح بخاری کی مشہور اور ضخیم شرح عمدۃ القاری کے مقدمے میں لکھتے ہیں ،فھو علم یعرف بہ أقوال رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم وأفعاله واحواله (۲) "یعنی علم حدیث وہ علم ہے جسکے ذریعے نبی کریم ﷺ کے اقوال افعال اور احوال معلوم کئے جاتے ہیں" بعض محدثین نے حدیث کے معنی میں وسعت پیدا کی ہے اور علم حدیث کا تعارف اس طرح کیا: ما أثر عن النبی ﷺ من قول أو فعل أو تقریر أو صفة خلقیة أو خلقیة أو سیرة سواء کان قبل البعثة اور بعدها (۳) "یعنی جو کچھ نبی کریم ﷺ سے منقول ہو وہ حدیث ہے خواہ قول و فعل یا تقریر ہو یا جبلی یا اخلاق صفات ہوں یا قبل از نبوت یا مابعد کی سیرت مبارکہ ہو"۔

عصر قریب کے نامور ادیب سلطان القلم علامہ سید مناظر احسن گیلانی (متوفی ۱۹۵۶ء) زمانے کی ذہنیت اور مذاق کا لحاظ رکھ کر علم حدیث کے مفہوم کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں فن حدیث دراصل اس عہد اور زمانہ کی تاریخ ہے جسمیں محمد رسول اللہ ﷺ کی جیسی ہمہ گیر عالم پر اثر انداز ہونے والی ہستی انسانیت کو قدرت کی جانب سے عطاء ہوئی (۴)

امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے بھی اپنے مجموعہ حدیث کا نام کچھ ایسا رکھا ہے جس سے اسی وسعت کا اشارہ ملتا ہے (الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننه ایامه) (۵)

علم حدیث کی اہمیت و مرتبت

مشہور مورخ اور سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۳۷۳ھ) بڑے ہی جامع اور پر مغز الفاظ میں علم حدیث کی اہمیت و مرتبت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کہ ہر آن ان کیلئے تازہ زندگی کا سامان پہنچتا رہتا ہے آیات کا شان نزول اور ان کی تفسیر احکام القرآن کی تشریح و تعیین اجمال کی تفصیل عموم کی تخصیص مبہم کی تعیین سب علم حدیث کے ذریعے معلوم ہوتی ہے اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق وعادات مبارکہ اور آپ کے اقوال و اجتہادات اور استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اس بناء پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے، کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کے بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کیلئے موجود و قائم ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت رہے گا۔ (۶)

حدیث مسلمانوں کی زندگی کا معیار اور مصلحین امت کی تربیت گاہ

حدیث نبوی علی صاحبه الصلوٰة والسلام ایک ایسی صحیح میزان ہے جسمیں ہر دور کے مصلحین ومجددین اس امت کے اعمال وعقائد رجحانات وخیالات کو تول سکتے ہیں اور امت کے طویل تاریخی وعالمی سفر میں پیش آنے والے تغیرات وانحرافات سے واقف ہو سکتے ہیں اخلاق اور اعمال میں کامل اعتدال وتوازن

اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک قرآن وحدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے اگر حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو معتدل کامل ومتوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے اور وہ حکیمانہ نبوی تعلیمات نہ ہوتے اور یہ احکام نہ ہوتے جن کی پابندی رسول ﷺ نے اسلامی معاشرہ سے کرائی تو یہ امت افراط وتفریط کا شکار ہوکر رہ جاتی اور اس کا توازن برقرار نہ رہتا اور وہ عملی مثال نہ موجود رہتی جسکی اقتداء کرنے کی خدا تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ترغیب دی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۷)

"یعنی یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات اُسوۂ حسنہ ہے"۔

سنت نبوی اور حدیث نبوی کے مجموعے ہمیشہ اصلاح وتجدید اور امت اسلامیہ میں صحیح اسلامی فکر کا سرچشمہ رہے ہیں انہیں سے اصلاح کا بیڑا اٹھانے والوں نے تاریخ کے مختلف دوروں میں صحیح علم دین اور خالص فکر اسلامی اخذ کیا انہیں احادیث سے انہوں نے استدلال کیا اور دین واصلاح کی دعوت میں وہی ان کا سند اور انکا ہتھیار اور سر تھی بدعتوں فتنوں اور شروفساد سے جنگ ومقالہ کے معاملہ میں وہی قوت متحرکہ ودافعہ تھی آج جو بھی مسلمانوں کو دین خالص اور اسلام کامل کی طرف آنے کی پھر دعوت دینا چاہتے ہے اور ان کے اور نبوی زندگی اور کامل اسوہ کے درمیان تعلق استواء کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور جسکی بھی ضرورت اور زمانہ کے تغیرات نئے احکام کے استنباط پر مجبور کرتے ہیں وہ اس سرچشمہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

حدیث وسنت سے ناواقفیت اسلامی معاشرہ کے زوال کا سبب

اس حقیقت پر اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی حدیث وسنت کی کتابوں سے مسلمانوں کے تعلق اور واقفیت میں کمی آئی، اور طویل مدت تک یہ کمی باقی رہی تو داعیوں اور اخلاق کی تربیت نفوس کا تزکیہ کرنے والے روحانی مربیوں کی کثرت دنیا میں زہد اختیار کرنے اور کسی حد تک سنت پر عمل کرنے کے باوجود اس مسلم معاشرہ میں جو علوم اسلامیہ کے ماہرین اور فلسفہ وحکمت کے اساتذہ فن اور ادباء وشعراء سے مالا مال تھا، اور اسلام کے قوت وغلبہ اور مسلمانوں کی حکمرانی میں زندگی گذار رہا تھا نت نئی بدعتوں عجمی رسم ورواج اور اجنبی ماحول کے اثرات نے اپنا تسلط قائم کردیا یہاں تک کہ اندیشہ ہونے لگا، کہ وہ جاہلی معاشرہ کا دوسرا ایڈیشن اور اسکا مکمل عکس بن جائیگا، اور رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی اور حدیث حرف بہ حرف ثابت ہوئی لتتبعن سنن من قبلكم شبرا بشبر وذراعا بذراع (۸)

یعنی تم پچھلی امتوں کے راستوں پر قدم بقدم چلوگے، اس وقت اصلاح کی آواز خاموش اور علم کا چراغ ٹمٹمانے لگا دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کے دینی حالات اور مسلمانوں کی زندگی کا جائزہ لیجئے

جبکہ برصغیر ہند کے علمی و دینی حلقوں کا حدیث شریف اور سنت کے صحیح مآخذ و مراجع سے تعلق تقریباً منقطع ہو گیا تھا علم دین کا مراکز اور حجاز و یمن مصر و شام کے ان مدارس سے جہاں حدیث شریف کا درس ہوتا تھا کوئی رابطہ نہ تھا اور کتب فقہ و اصول اور انکی شروح اور فقہی باریکیوں اور موشگافیوں اور حکمت و فلسفہ کی کتابوں کا عام چلن تھا یہ آسانی دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح بدعتوں کا دور دورہ تھا منکرات عام ہو گئے تھے اور عبادتوں اور تقرب الی اللہ کی کتنی نئی شکلیں اور نئے طریقے ایجاد کر لئے گئے تھے (۹)

بیسویں صدی عیسوی کے عظیم مصلح، داعی اور ادیب مولانا ابوالحسن علی ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) تاریخ دعوت وعزیمت" کے حصہ چہارم میں دسویں صدی ہجری کے ایک مشہور و مقبول شیخ طریقت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمہ اللہ کی کتاب "جواہر خمسہ" کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گجرات کو مستثنیٰ کر کے جہاں علمائے عرب کی تشریف آوری اور حرمین شریفین کی آمد و رفت کی وجہ سے حدیث کی اشاعت ہو چکی تھی ،اور علامہ علی متقی برہان پوری اور ان کے نامور شاگرد علامہ محمد طاہر پٹنی پیدا ہوئے تھے (دسویں صدی ہجری میں)ہندوستان صحاح ستہ اور ان مصنفین کی کتابوں سے ناآشنا تھا جنہوں نے نقد حدیث اور رد بدعت کا کام کیا اور سنت صحیحہ اور احادیث ثابتہ کی روشنی میں زندگی کا نظام العمل پیش کیا ہندوستان کے ان مقامی روحانی فلسفوں اور تجربوں کا اثر اپنے زمانہ کے مشہور و مقبول شطاری بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری رحمہ اللہ کی مقبول کتاب "جواہر خمسہ" میں دیکھا جا سکتا ہے جسکی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے اقوال اور اپنے تجربات پر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے ثابت ہونے یا معتبر کتب شمائل و سیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا اسمیں نماز احزاب صلوٰۃ العاشقین نماز تنویر القبر اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں جن کا حدیث و سنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے" (۱۰)

یہ صرف "جواہر خمسہ" کی خصوصیت نہیں بزرگوں کے ملفوظات کی غیر مستند کتابوں میں اسکی متعدد مثالیں مل سکتی ہیں

علم حدیث کی شرافت و فضیلت

اس علم کی شرافت و فضیلت کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ اسمیں اشتغال رکھنے والوں کیلئے پیغمبر دو جہاں ﷺ نے از خود اپنی زبان مبارک سے ان عظیم الشان کلمات سے دعا دی ہے جسکی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فحفظها فاداها کما سمعها (۱۱)

"یعنی اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے اس بندے کو جو میری بات سنے اسے یاد رکھے" پھر اسے اچھی طرح ادا کرے (دوسروں تک آگے پہنچائے) جیسا کہ اس نے مجھ سے سن رکھا ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ علم حدیث میں اشتغال رکھنے والے کی زبان درود شریف کے ورد سے رطب اللسان رہتی ہے جو ایک مسلمان کیلئے بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

علم حدیث کی جامعیت

علم حدیث ایک کثیر الفنون علم ہے اسکی مثال ایک بڑے دریا کی سی ہے، جس سے سو کے قریب نہریں نکلتی ہوں چھٹی ہجری کے مشہور محدث امام ابوبکر حازمی (متوفی ۵۸۴ھ) علم حدیث کی وسعت وجامعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں جان لو کہ علم حدیث کی بہت سی انواع ہیں جو سو کے قریب ہیں ان میں سے ہر ایک نوع مستقل علم کی حیثیت رکھتی ہے اگر طالب حدیث اسکے حصول میں اپنی پوری عمر بھی صرف کردے تو بھی اسکی انتہاء تک پہنچ نہیں سکتا لیکن مبتدی حدیث اس بات کا محتاج ہے کہ ہر نوع سے ضروری باتوں کو حاصل کرلے، کیونکہ انہی انواع کو "اصول حدیث" کہا جاتا ہے جو شخص ان اصول سے غافل رہے گا۔ اس پر مقصود تک پہنچنے کا راستہ دشوار رہے گا(۲)

حافظ ابن الصلاح (متوفی ۶۴۳ھ) نے علوم حدیث کی پینسٹھ انواع کو تفصیلا اپنی کتاب علوم حدیث (جو "مقدمہ ابن الصلاح" کے نام سے مشہور ہے) میں ذکر کیا ہے امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تدریب الراوی" میں اس پر اٹھائیس انواع کا اضافہ کرتے ہوئے ،علوم حدیث کی انواع کو ترانوے تک پہنچایا ہے اور حافظ ابن الصلاح کی روش پر چلتے ہوئے ہر نوع کی وضاحت بمع امثلہ کی ہے۔

علم حدیث اور محدثین

نبی کریم ﷺ سے حضرات صحابہ کرامؓ کو جو محبت تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے فیض یاب ہوتے رہے، ان میں سے اکثر حضرات تو وہ تھے، جو اپنے کام کاج میں بھی مشغول رہتے اور وقتا فوقتا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری بھی دیتے جبکہ کچھ خوش قسمت حضرات وہ تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور اپنے اوقات کا ہر ثانیہ آپ ﷺ کی خدمت میں گذارنے کا عہد کر رکھا تھا آپ ﷺ کسی دنیاوی جاہ وجلال کے روایتی بادشاہ نہ تھے، کہ یہ لوگ محض پیٹ پروری کیلئے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے اور نہ ہی ان حضرات کی کوئی دنیاوی غرض ہوتی تھی بلکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ نبی برحق ہیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات قیامت تک کی امت کیلئے راہ نما اور کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ہیں۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ سب سے پہلے جن حضرات نے اشتغال بالحدیث کی عملی بنیاد رکھی اور حدیث رسول ﷺ کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ان لوگوں نے ایک طرف تو انتہائی بھوک وفقر کو برداشت کیا اور دوسری طرف اس علم کی خوب خدمت کی، حیرت ہوتی ہے ان کی قربانیوں پر کہ معیشت ومعاشرہ کے انتہائی سنگین ترین مسائل کا شکار ہو کر بھی دامن رسول ﷺ کو نہ چھوڑا اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا تمام تر حصہ اگلی نسل میں منتقل کردیا یہ وہ چراغ تھے جو خود جل جل کر روشنی دیتے اور نور کی کرنیں بکھیرتے رہے اور پھر ان کی راہ پر

چلنے والے ہر دور میں پیدا ہوتے رہے، اور وہ بھی ٹھیک انکی طرح دین میں کمی کرنے والوں اور زیادتی کرنے والوں کی پکڑ کرتے رہے۔

یہ وہ عاشقان رسول اور اساطین علم تھے، جنہوں نے کذابین اور دجالین کے کذب وافتراء اور دجل وفریب کا پردہ چاک کیا، اور روایت حدیث کیلئے سند کو لازمی قرار دیا، ان اسانید ہی کی بدولت ان حضرات نے دشمنان دین کی طرف سے "وضع حدیث" کی صورت میں اسلام کو مسخ کرنے کی ایک بہت بڑی چال کو کسی طرح سے بھی چلنے نہیں دیا۔

"وضع حدیث" (یعنی اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا) اسلام دشمن فرقوں کی وہ خطرناک چال تھی جو اگر چل جاتی تو یہ دین اسلام کی مستحکم عمارت کو وہ نقصان پہنچاتی جو اسلام کا بڑے سے بڑا طاقت ور دشمن بھی نہیں پہنچا سکتا۔ پھر اسلام کی وہ صاف اور ستھری صورت باقی نہیں رہتی جس پر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو پسند کیا تھا، بلکہ اسکا حلیہ بدل جاتا اور یہ پچھلی قوموں کی طرح ایک ناقابل عمل داستان وچیستان بن جاتا مگر اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو فریب کاروں اور دجالوں کی حرکات کا خوب پتہ تھا اس لئے قدرت کی طرف سے اس پسندیدہ دین کی حفاظت کیلئے ان برگزیدہ ہستیوں کا انتخاب کیا گیا جنہیں دنیا محدثین کے عالی شان لقب سے یاد کرتی ہے۔

محدثین کی قسمیں

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ان حضرات محدثین کی جماعت مختلف قسم کے ذوق ورجحانات رکھنے والوں پر مشتمل تھی کچھ لوگ ایسے تھے جو صرف متن واسناد کو بخوبی یاد کرتے اور اس کیلئے جستجو کرتے والے تھے، کچھ ایسے بھی تھے جو اس کے ساتھ ساتھ انکے معانی اور مفاہیم کو بھی یاد کرتے تھے بعض لوگوں کو راویان حدیث کے متعلق تفصیلی معلومات جمع کرنے کا زیادہ اہتمام تھا، جب کہ بعض کو صرف متن وسند کی طرف توجہ تھی اور راویوں کے تفصیلی حالات کی طرف چنداں توجہ نہ تھی کچھ لوگ ایسے تھے جو احادیث کو صرف حافظہ میں رکھتے تھے اسی پر ان کو اعتماد تھا جب کہ دوسرے لوگوں کو حافظہ کے ساتھ کتاب کی شکل میں بھی جمع کرنے کا اہتمام تھا، انہی محدثین میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مختلف روایات کو جمع کرتے، ان میں غور کرتے اقوال صحابہ کی روشنی میں ان پر نظر ڈالتے اور اسی کیلئے وہ مجالس کا اہتمام کرتے اور لوگ ان کے پاس آکر زندگی کے نت نئے مسائل پوچھتے اور ان سے انکا حل دریافت کرتے محدثین میں ہر طرح کے ذوق ورجحانات رکھنے والے لوگ موجود تھے اور ذوق ورجحانات میں اختلافات کے باوجود سب نے اپنی اپنی جگہ حدیث کی بخوبی خدمت انجام دی۔

(جاری ہے)

اس اتحاد میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جن کے پاس جدید قسم کے بہترین ہتھیار اور تجربہ کار فوج بھی ہے، ان کی شمولیت سے یقیناً اتحاد کو مضبوطی ملے گی، نیز اس میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جنھیں برسوں سے جنگ زدہ حالات کا سامنا ہے اور وہاں امن وسلامتی کا فقدان ہے، اس کے علاوہ بعض وہ ممالک بھی ہیں جو اس وقت محض اپنی بقا کی جنگ میں مصروف ہیں۔

جہاں اس اتحاد کا ہر چہار جانب سے خیر مقدم کیا جارہا ہے اور اسے ایک موثر پیش رفت سے تعبیر کیا جارہا ہے وہیں کچھ سوالات بھی ابھر کر سامنے آرہے ہیں جن کے جوابات فی الحال غیر واضح ہیں۔ مثال کے طور پر اس اتحاد کی کارروائیاں جن دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ہوں گی ان میں مغربی دہشت گرد تنظیمیں بھی شامل ہیں یا نہیں؟ اندیشہ اس بات کا بھی ہے کہ اس اتحاد کے ذریعہ کہیں صرف مسلمانوں کا ہی خون نہ ارزاں ہوجائے اور اس کی شروعات داعش سے ہو، کیونکہ فرانس حملہ کے بعد بظاہر داعش کی ضرورت ختم ہوچکی ہے اور اس کی کمر توڑنا ہی امریکی مفاد کے حق میں ہے، اور یہ کام مسلم حکومتوں کے ذریعہ پورا کرانا بہت ہی آسان ہے۔

اتحاد کے اہداف کے علاوہ اس کے ارکان کے اندرونی مسائل بھی اہم ہیں جنھیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، مثال کے طور پر بحرین کا مسئلہ ہے، وہاں اکثریت شیعوں کی ہے جبکہ سنی اقلیت میں ہیں اور اقتدار انہیں کے پاس ہے، اب اگر اس اتحاد کا رخ یمن میں حوثی باغیوں کی جانب ہوگا تو یقیناً بحرین کی اکثریت بحرین کے اس جنگ میں شامل ہونے کے خلاف ہوگی جس سے ملک کے حالات بگڑ بھی سکتے ہیں۔

اسی طرح قطر کا معاملہ ہے کہ اس نے مصر کے پہلے منتخب صدر محمد مرسی کی مکمل کر حمایت کی تھی اور انکے صرف ایک سالہ دور حکومت میں تقریباً ساڑھے سات ارب ڈالر کی امداد بھی پیش کی تھی، اس کے علاوہ قطر پر حماس کی امداد کا بھی الزام لگتا رہا ہے جس کی امریکہ ومصر کے ساتھ سعودی عرب نے بھی مذمت کی تھی۔

اس اتحاد میں فلسطین کی شمولیت کا بھی اعلان کیا گیا ہے لیکن یہ واضح نہیں کیا گیا ہے کہ فلسطین سے کون سا علاقہ مراد ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت فلسطین دو حصوں میں تقسیم ہے یعنی دریائے اردن کا مغربی کنارا جس پر محمود عباس کی فتح پارٹی کی حکومت ہے، اور دوسرا حصہ غزہ پٹی پر مشتمل ہے جو حماس کے کنٹرول میں ہے، اور یہ دونوں علاقے اسرائیلی فوج کے رحم وکرم پر ہیں، جب چاہے ان علاقوں میں آمد ورفت کو بند کردیا جاتا ہے، غزہ کے مسلمانوں کی مظلومیت سے پوری دنیا واقف ہے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کہ سعودی عرب کے حماس سے اچھے تعلقات نہیں تھے اس لیے ممکن ہے کہ اس اتحاد میں محمود عباس کی حکومت کی شمولیت ہو۔

اس اتحاد میں یمن کو بھی شامل کیا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کون سا یمن مراد ہے۔ شمالی یمن یا جنوبی یمن؟ کیونکہ اس وقت عملی طور پر یمن دو حصوں میں بانٹا جا چکا ہے، ایک حصہ شمالی یمن کا ہے جس کا دارالحکومت صنعاء ہے اور اس پر حوثی شیعہ قبائل کا قبضہ ہے، جن کے خلاف اس وقت سعودی عرب نے جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور دوسرا حصہ جنوبی یمن کا جس کا دارالحکومت عدن ہے اور اس پر منصور ہادی کے حامیوں کا قبضہ ہے، اور اسے سعودی عرب کی حمایت حاصل ہے، منصور ہادی کو 2012ء میں متحدہ یمن کا صدر منتخب کیا گیا تھا جنھوں نے سابق صدر علی عبداللہ صالح کو معافی دیدی تھی۔

اس اتحاد میں پاکستان بھی شامل ہے جبکہ اس سے پہلے پاکستانی حکومت نے حوثی باغیوں کے خلاف سعودی عرب کی فوجی کارروائی میں شامل ہونے سے بالکل انکار کردیا تھا جس پر سعودی عرب کی جانب سے ناراضگی بھی ظاہر کی گئی تھی، اب اس اتحاد میں شمولیت حوثی کے خلاف کارروائی میں پاکستان کا موقف اختیار کرے گا یہ ایک اہم سوال ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش بھی اس اتحاد میں شامل ہے جو کہ اپنے آئین کے مطابق ایک سیکولر ریاست ہے، 2010ء میں جب بنگلہ دیش کے آئین کے اصول مرتب ہوئے تو ان میں سیکولرازم کو بنیادی اہمیت دی گئی، اور عدالت عالیہ نے مذہب کے نام پر سیاست کرنے پر پابندی عائد کردی، اس پس منظر میں دیکھا جائے تو بنگلہ دیش مذہبی بنیاد پر اس اتحاد میں شامل نہیں ہوسکتا، البتہ صرف دہشت گردی کے خاتمہ کے عنوان سے اس کی شمولیت کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو اس اتحاد کی ظاہری شکل غیر واضح نظر آتی ہے کیونکہ اس میں شامل کئی ارکان خود اپنی اندرونی مشکلوں کا شکار ہیں، مثلاً لبنان کی نصف آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جبکہ باقی نصف آبادی میں عیسائی ہیں یا کچھ دوسرے اقلیتی فرقے ہیں۔

ایسے حالات میں اس نئے اتحاد کی کیا شکل بنے گی اس سلسلہ میں کچھ کہنا شاید قبل از وقت ہو، بہت ممکن ہے کہ اتحاد کے ارکان سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنی ٹھوس اور موثر حکمت عملی کے ذریعہ اندرونی مسائل کو حل کرنے کی کامیاب کوشش کریں، اور اس اتحاد کو شعوری یا غیر شعوری طور پر مغربی مفادات کے حق میں استعمال ہونے سے محفوظ رکھیں، تاہم اس سے انکار نہیں کہ سعودی عرب کا یہ اقدام ایک خوش آئند اقدام ہے اور خاص کر وہ کمزور ممالک جو اپنا تحفظ نہیں کرسکتے ان کے لیے نہایت مفید اور معاون۔ خدا کی ذات سے امید ہے کہ جلد ہی مسلمانوں کے سر پر سے زوال ونکبت کے بادل چھٹیں گے اور عروج کی کرنیں نمودار ہوں گی، اور مسلمانوں کے ہی ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی کا جو سلسلہ چل رہا ہے وہ ختم ہوگا۔

جناب اسداللہ خان غالب *

خطبات مشاہیر

میرا خیال تھا کہ زندگی بھر خطبات بہاولپور کے سحر سے نہیں نکل سکوں گا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے یہ خطبات فی البدیہہ ارشاد فرمائے۔ کس قدر مشکل موضوع اور بیان میں کس قدر روانی اور سلاست۔ بچپن میں خطبات مدراس نظروں سے گزرے، سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر انتہائی دلکش اور پرتاثیر انداز بیان سید سلیمان ندوی کی زبان سے۔ ماشاءاللہ۔ انسان جھوم جھوم اٹھتا ہے۔

مگر اب جو خطبات مشاہیر دیکھنے کا موقع ملا، اللہ تفصیل سے پڑھنے کی توفیق بھی عنائت فرمائے تو ذہن کسی اور طرف نکل گیا۔ اس کے مولف مولانا سمیع الحق ہیں۔ یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ وہ ایک درسگاہ کے منتظم ہیں، یا علم و تحقیق کے ایک بحر بیکراں کے شناور یا جہاد اسلامی کے ایک عظیم سپاہ سالار۔ مگر میں اس وقت ان کی علمی کاوشوں کو مدنظر رکھوں گا۔ اس سے پہلے دس جلدوں پر مشتمل ان کی کتاب مکتوبات مشاہیر علمی و تحقیقی حلقوں میں اپنا لوہا منوا چکی ہے، اب خطبات مشاہیر کی دس جلدیں منصۂ شہود پر آگئی ہیں۔ اس میں ایسے نوادرات جمع کر دیئے گئے ہیں جن کی تلاش کارے دارد والا مسئلہ ہے، لیکن مولانا سمیع الحق نے یہ کارنامہ بھی انجام دے ڈالا۔

اکوڑہ خٹک کا دارالعلوم ابھی ایک اسکول کی شکل میں تھا کہ مولانا سید حسین احمد مدنی یہاں تشریف لائے، یہ پون صدی قبل کا قصہ ہے۔ مگر شیخ الاسلام کے فرمودات اس کتاب کا حرف آغاز ٹھہرے۔ یہ محض تبرک نہیں۔ بلکہ ایمان کی پختگی کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

رکئے صاحب! میں نے تیزی سے کتابوں کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے، ویسے یہ کام بھی کٹھن اور ایک نشست میں ناممکن ہے۔

پہلے مجھے اس تصنیفی کارنامے پر خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ برصغیر میں تصنیف و تالیف کے حوالے

---

* معروف کالم نگار، دانشور روزنامہ "نوائے وقت"

سے ندوہ العلما کی ایک خاص پہچان ہے۔ اس ادارے سے منسلک اسکالرز نے تحقیقی کتابوں کا اتنا بڑا ڈھیر لگا دیا جتنا شاید ہلاکو اور چنگیز خاں، انسانی سروں کا نہیں لگا سکے۔ اسلام کی پہچان تعلیم و تعلم سے ہے، پہلی وحی میں حکم ربانی تھا: اقرا۔ یہ سلسلہ مدینہ کے اصحاب صفہ کے پلیٹ فارم سے منظم ہوا، یہاں سے بغداد، قاہرہ، دمشق، غرناطہ، قرطبہ، قم، سمرقند اور بخارا تک پھیلتا چلا گیا۔ جامعہ دارالعلوم اکوڑہ خٹک اس شاہراہ کا اہم سنگ میل ہے۔

مولانا سمیع الحق ایک ہفت رنگ شخصیت ہیں، مگر میں ان کی تحقیقی کاوشوں تک محدود رہنا چاہتا ہوں، اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا احاطہ بھی اس مختصر کالم میں کرنے سے قاصر ہوں۔

خطبات مشاہیر اصل میں تو ان خطبات پر مشتمل ہے جو اس درسگاہ میں دیے گئے مگر مولانا سمیع الحق نے اس کی تدوین کے دوران اس کا دائرہ بے حد وسیع کر دیا ہے اور اگر کوئی تقریر ان کے زیر انتظام کسی بھی مقام پر منعقد کیے گئے جلسے میں بھی کی گئی ہے تو اسے بھی اس سلسلہ کتب میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس ذیل میں متحدہ شریعت محاذ، ملی یک جہتی کونسل، دفاع افغانستان و پاکستان کونسل، جمعیت علمائے اسلام کو شمار کیا جا سکتا ہے۔

مولانا کا کہنا ہے کہ خطبات مشاہیر ایک ایسا گلدستہ اور علم و ہدایت کی کہکشاں ہے جس میں آپ رشد و اصلاح، تصوف و سلوک، جہاد و سیاست، دعوت و تبلیغ، درس و تدریس، کے اوج بلند پر فائز شخصیات کی صحبت کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ مرشدین و مصلحین امت میں مولانا مدنی، شیخ التفسیر لاہوری، مولانا درخواستی نمایاں ہیں۔ جبکہ حکما امت میں قاری طیب، ابوالحسن علی ندوی،، محدثین میں مولانا عبدالحق، علامہ یوسف بنوری، مولانا ادریس کاندھلوی، اور جہاد و عزیمت کے شہسوار مولوی یونس خالص، مولانا نبی محمدی، مولانا جلال الدین حقانی، ملا عمر، برہان الدین ربانی کے خطبات کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔ میدان خطابت کے شناور سید عطاءاللہ شاہ بخاری، اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے رشحات فکر بھی اس سلسلہ کتب کا حصہ بنائے گئے ہیں۔ آئین و قانون کے ماہرین میں اے کے بروہی، اور ڈاکٹر جاوید اقبال کا نام نمایاں ہے، سیاستدانوں کی ایک طویل فہرست ہے، مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا غلام غوث ہزاروی اور قاضی حسین احمد کے خطبات بھی اس گلدستے میں سجائے گئے ہیں، عالم اسلام کے جید علما کے افکار کو بھی نمایاں جگہ دی گئی ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس سارے ذخیرے کو جمع کیسے کیا گیا، میری عقل تو کام نہیں کرتی مگر

مولانا خود فرماتے ہیں کہ کاغذوں کا انبار ہے جو کھنگالا گیا، بعض نوٹس اس قدر مٹ گئے تھے کہ محدب عدسے کی مدد لی گئی، برصغیر میں ہر صاحب علم سے رابطہ کیا گیا کہ آیا کسی کے پاس کوئی کیسٹ وغیرہ ہے، مختلف جرائد اور اخبارات کی فائلوں کی گرد جھاڑی گئی۔ یہ پہاڑ سر کرنے والی بات تھی مگر مولانا نے ہمت نہیں ہاری اور ایسے ایسے جواہر اکٹھے کر لئے کہ آنے والی نسلوں کی راہیں روشن ہو گئی ہیں۔

امت مسلمہ کے دور زوال کی صورت حال ایک عرصے سے درپیش ہے، انگریز نے دعویٰ کیا کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا، کسی طور ہم نے کھینچ تان کر اس سورج کو غروب کر دیا مگر استعمار نے شکل تبدیل کر لی اور اب ریموٹ کنٹرول کا دور ہے۔ میں یہ باتیں مولانا حسین احمد مدنی کے خطبات سے اخذ کر رہا ہوں جنہیں اقبال کی ایک رباعی نے متنازعہ بنا دیا مگر مولانا کا ارشاد ہے کہ مسلمان کی سرشت میں مزاحمت لکھ دی گئی ہے۔ میدان جنگ میں دشمن ہماری تلوار کی تاب نہیں لا سکتا، اسی لئے اس نے ایسا اسلحہ ایجاد کر لیا ہے کہ دور بیٹھے تباہی نازل کر دے اور خود اسے نقصان نہ پہنچے۔ مولانا حسین احمد مدنی کے دور میں یہی کیفیت تھی مگر دشمن کو زچ کرنے کے لئے فلسطینی نوجوانوں نے پہلے تو غلیل استعمال کی، پھر پتھر اٹھائے اور آخر میں خودکش حملوں کا سلسلہ چل نکلا۔ اس کا توڑ دشمن کے پاس نہیں ہے، کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ خودکش بمبار ہمارے دائیں بائیں سے سامنے آ جاتا ہے اور لاشوں کا ڈھیر لگا دیتا ہے۔ خودکش بمبار بھی کسی کو نظر نہیں آتا جیسے کروز میزائل اور ڈرون کسی کو نظر نہیں آتا۔ جدید ٹیکنالوجی نے ہر راڈار کو اندھا کر کے رکھ دیا ہے تو خودکش بمبار بھی ہر راڈار کو چکمہ دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ ایک نئی صورت حال ہے، مولانا مدنی حیات ہوتے تو اس پر کچھ تبصرہ فرماتے۔ مگر آج تو شرق سے غرب تک ہر ایک کی عقل دنگ ہے، حواس مختل ہیں۔ ہوش کے طوطے اڑے ہوئے ہیں۔

مستقبل کا کوئی سمیع الحق نئے خطبات مرتب کرے گا تو شاید انسانیت کو درپیش موجودہ قیامت کا تجزیہ سامنے آ سکے۔

میں مولانا کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے بھی خطبات مشاہیر کا حصہ بنایا اور پھر دس جلدوں کا یہ سیٹ مجھے ہدیہ کیا، میں اس کے ایک نکتے سے آگے نہیں بڑھ سکا، اپنی بے بضاعتی اور کج فہمی پر شرمندہ ہوں۔ مگر خطبات کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق کو ہدیہ تبریک ضرور پیش کرنا چاہتا ہوں، خدا کرے کہ وہ اس طرح کے علمی کام جاری و ساری رکھیں۔ (بشکریہ روزنامہ نوائے وقت ۲۳ دسمبر ۲۰۱۵)

محترمہ عائشہ خاتون*

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
کی حدیثی خدمات: ایک مطالعہ

مولانا اعظمی کا شمار چودہویں صدی ہجری کے ہندوستان کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔آپ اسلامی علوم وفنون میں یکتائے زمانہ اور یگانہ روزگار تھے، مولانا کی شخصیت اتنی ہمہ جہت اور متنوع تھی کہ ان کو کسی ایک جہت وفن کا ماہر اور شناور قرار دے کر دوسرے جوانب و جہات سے اعراض اور صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ ادب ولغت، فقہ وتفسیر، حدیث وتاریخ اور تذکرہ وتراجم ہوں یا منطق وفلسفہ ہر ایک میں مولانا کا تفوق، فضل وکمال اور عبقریت مسلّم تھی اور وہ ان تمام علوم وفنون میں بلند وبالا مقام پر فائز تھے۔

علامہ اعظمیکی ہمہ جہت شخصیت کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ آپ کا اصل میدان اور آپکی مذاقت ومہارت کا اصلی مرکز کیا تھا؟ البتہ اگر مولانا کی تحریروں اور علمی کاوشوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ علم وفن کے ہر شعبہ میں یگانہ اور یکتا تھے۔آپ کی کوئی بھی تحریر اٹھالی جائے وہ فقہی نکات اور حدیث ورجال کے مباحث سے معمور، اور زبان وادب کی شوخی اور دلکشی سے آراستہ وپیراستہ ہوتی ہے۔

مولانا نے حدیث کی ایسی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں جس کی وجہ سے برصغیر ہی میں نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں اپنے علمی کارناموں کی بناء پر مشہور ہوئے مولانا اعظمیکا اصل کام درس و تدریس تھا حدیث واسماء الرجال آپکا خاص فن تھا اور اس پر آپ کو عظیم دسترس حاصل تھی مخطوطات میں بھی بہت دلچسپی لیتے تھے جو مخطوطہ ہونے کے باعث علماء کی دسترس سے خارج ہے لیکن مولانا نے ان مخطوطوں کو مختلف نسخوں کی مدد سے تصحیح وتعلیق اور مفید حواشی کیساتھ شائع کر کے اصحاب علم وتحقیق پر بڑا احسان کیا ہے۔

مولانا نے جن کتب کو ایڈٹ کیا اس پر عالمانہ مقدمہ بھی تحریر کیا جن میں مصنف کے حالات وکمالات کے علاوہ ان موضوعات پر پہلے اور بعد میں لکھی جانے والی کتب کا تذکرہ کر کے زیر اشاعت کتاب کی اہمیت و افادیت کو چار چاند لگایا ہے۔ حواشی وتعلیقات میں مختلف نسخوں کے فرق واختلاف، متن میں درج آیات و احادیث کی تخریج، رجال واسناد کی تحقیق، مشکل آحادیث اور غریب الفاظ کی شرح بیان کردی گئی ہے۔ (۱)

---

* ریسرچ اسکالر، شعبہ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

دوسری مشہور متداول کتابوں کی حدیثوں سے زیر نظر کتب کی مطابقت واختلاف کو واضح کر کے ان کی صحت وخطا کا فیصلہ کیا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

فتح المغیث ، مسند حمیدی ، مصنّف ابن ابی شیبہ ، مصنّف عبد الرزاق ، کتاب السّنن ، کتاب الزھد و الرّقائق اور الحاوی علیٰ رجال الطحاوی وغیرہ ہیں۔ (۲) جنکی تلخیص ملاحظہ ہو۔

الحاوی علیٰ رجال الطحاوی کی تصنیف

الحاوی کی تصنیف مولانا کا سب سے ممتاز اور اہم کارنامہ ہے حافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ کی دو مشہور کتابیں شرح معانی الآثار و شرح مشکل الآثار جو اسلامی دنیا میں اہمیت کی حامل ہیں مولانا اعظمیؒ نے ان دونوں کتب کے رجال و رواۃ کو یکجا کر کے ان کے حالات کو ضبط قلم کیا ہے۔ یہ ایک ایسا نادر و نایاب کارنامہ ہے جس میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے، اس کتاب کے کچھ حصے کو دیکھ کر علامہ انور شاہ کشمیری نے حیرت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اتنی مختصر سی مدت میں اتنی اہم کتاب کی تصنیف؟" کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت مولانا کی عمر صرف ۲۹ سال تھی۔ (۳)

کتاب الزھد و الرّقائق

عبد اللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) جو دوسری صدی ہجری کے مشہور محدّث ہیں ،مولانا کو اس کتاب کے تالیف کرنے کا خیال اس وقت آیا جب آپ دوسری کتاب مصنّف عبد الرزاق کی تحقیق و تعلیق میں مصروف تھے شاہ قطر نے اس کتاب کا ایک نسخہ مولانا کو بطور ہدیہ ارسال فرمایا، جسے دیکھ کر آپ کے اندر اس پر کام کرنے کا ذوق پیدا ہوا لہٰذا آپ نے اس کے تین نسخوں کو اکٹھا کیا اور اس پر کام کرنا شروع کر دیا اس کتاب کے آغاز میں ایک وسیع مقدمہ ہے جس میں زہد کا مکمل تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، اس کی اہمیت کو قرآن وحدیث اور علماء کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے پھر تینوں نسخوں کے راویوں کا بالتفصیل تذکرہ ہے۔ مقدمہ کے اختتام پر مولانا نے تحشیہ و تحقیق سے متعلق اپنے طریقے کا بھی اظہار کیا ہے اور اخیر میں تعلیقات کی تحریر کے بعد مزید جو نئی تحقیقات حاصل ہوئی ہیں ان کو الاستدراک و التعقب کے نام سے قلمبند کیا ہے، کتاب کی دو جلدیں ہیں جو ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوئیں۔ (۴)

مسند حمیدی:

زیر نظر کتاب امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر عبد اللہ بن زبیر حمیدی (م ۲۱۹ھ) کی مرتب کردہ ہے اور بہت مقبولیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کی تحقیق و تعلیق مولانا اعظمیؒ نے کی۔ اس کتاب کے تین مخطوطے ہندستان کے کتب خانوں میں اور چوتھا دمشق میں تھا مولانا نے تینوں مخطوطات کی روشنی میں مسند حمیدی مرتب کی اور

چوتھا مخطوطہ اس وقت ملا جب کتاب پریس میں چلی گئی۔(۵) لہٰذا مولانا نے مسند میں مذکور حدیث کو احادیث کے دوسرے مجموعوں میں تلاش کر کے انکی نشان دہی کر دی ہے اور ساتھ ہی ساتھ حوالہ بھی دیا تاکہ مسند میں مذکور روایت کا وزن اور تصحیح کا صحیح معنیٰ میں حق ادا ہو جائے۔ اگر روایت کے متعدد طرق ہیں تو ان کی بھی نشان دہی کر کے کتاب کا حوالہ دے دیا ہے تصحیح متن کے ساتھ الفاظ غریبہ کے معنیٰ و مفہوم بھی لکھ دیے ہیں اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں حدیث کی تخریج و توضیح بھی حاشیہ میں کر دی ہے۔(۶)

المصنّف

مصنف عبد الرزاق احادیث و آثار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ ہے جس کے مصنف حافظ ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی (م ۲۱۱ھ) ہیں، یہ ایک ایسی نایاب کتاب ہے جس سے بہت سے کبار محدثین مثلاً امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ نے استفادہ کیا ہے، لیکن یہ کتابی شکل میں یکجا نہیں تھی اس کے اجزاء دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود تھے جس کا جمع کرنا محال تھا کیونکہ یہ کتاب ساڑھے چھ ہزار صفحات پر اور اکیس ہزار احادیث پر مشتمل تھی۔ جس کو حرف بحرف پڑھ کر حدیث کی تخریج کرنا نہایت مشکل امر تھا مولانا نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ ایک ایک لفظ کی تحقیق کی مصنف کی روایتوں کو حدیث کے دوسرے مجموعوں میں تلاش کر کے اس کے حوالے دیے۔ سہو کتابت سے بھی کسی لفظ کی کمی و بیشی پر اس کو حوالوں کے ساتھ درست کیا، نصوص کی تصحیح پر تقریباً ۳۵ احادیث کے مجموعوں کو مدّ نظر رکھا۔ ہر ایک کے حوالے حواشی میں موجود ہیں کتاب گیارہ جلدوں میں ہے جس کا پہلا ایڈیشن مجلسِ علمی ڈابھیل میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی اور دوسرا بیروت سے۔(۷)

مختصر الترغیب و الترھیب

مشہور و معروف محدّث حافظ منذری کی کتاب الترغیب و الترھیب نے اسلامی دنیا میں کافی شہرت حاصل کی یہ کتاب ترغیب وترہیب کے نظریہ سے اُحادیث کا انتخاب ہے۔ اس انتخاب میں بہت سی روایات متن کے اعتبار سے ضعیف تھیں اور بہت سی سند کے۔ انہی تمام وجوہ کی بناء پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حافظ منذری کی کتاب کی تلخیص کی اور صرف ان روایتوں کو منتخب کیا جو متن وسند کے اعتبار سے قوی تھیں، جس کی وجہ سے کتاب مختصر ہونے کے ساتھ مستند بھی ہوگئی۔(۸)

لیکن کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی اس کے تین مخطوطے مولانا اعظمی کو ملے انہوں نے ان مخطوطوں کو سامنے رکھ کر کتاب کے متن کی تصحیح فرمائی، جہاں راویوں کے ناموں میں فرق تھا اس کو درست کیا اور پھر یہ کتاب مکتبۃ الغزالی دمشق سے شائع ہوئی۔(۹)

السنن لسعید بن منصور

حافظ ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ مروزی (م ۲۲۷ھ) کا شمار علم حدیث کے بڑے بڑے محدثین میں کیا جاتا ہے ان کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ امام مسلمؒ اور امام ابو داؤدؒ جیسے عظیم محدثین کے استاد تھے۔ امام سعید بن منصور کا شمار صاحب تصنیف محدثین میں ہوتا تھا۔ ان کی کتاب "السنن" اہل علم اور محدثین کے یہاں مقبول تھی اور ان کے لیے ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ اُحادیث کی شرح و تخریج کے سلسلے میں جو کتابیں تصنیف کی گئی ہیں ان میں اس کتاب کے بکثرت حوالے آتے ہیں، لیکن اس کے نسخوں کی نایابی کی وجہ سے ایک زمانہ سے براہ راست اس کی طرف مراجعت کرنا اور اس سے استفادہ کرنا اہل علم کے لئے ممکن نہ تھا حتی کہ دنیا کے کسی کتب خانہ میں اس کے کسی نسخے کی موجودگی کا بھی علم نہیں تھا۔ ۱۳۸۰ھ میں ترکی کے ایک سفر کے دوران مشہور عالم و محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کو وہاں کے ایک کتب خانے میں اتفاقاً اس کا ایک مخطوطہ مل گیا وہ تیسری جلد تھی جو کہ پہلی و دوسری جلد پر مشتمل تھی، ڈاکٹر صاحب نے اس مخطوطے کو مولانا میاں سملکی کے پاس بھیجا انہوں نے مولانا اعظمی کے سامنے اس کی تحقیق کی تجویز رکھی۔ مولانا کا خاص شغف چونکہ علم حدیث تھا اس لیے عدیم الفرصتی کے باوجود اس کام کو کرنے کا بیڑا اٹھا لیا اور اس کتاب کی تحقیق و تعلیق کر ڈالی۔ جو کہ ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء میں مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی۔ (۱۰)

المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية

اس کتاب کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے آٹھ مسندوں کی روایتوں کو اَبواب فقہیہ کی ترتیب پر جمع کیا یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں تھی۔ مولانا اعظمی نے متن کی تصحیح کر کے موجودہ انداز پر علامتوں کے ساتھ نقل کرایا اور جو اضافہ کیا اس کو قوسین میں کر دیا تا کہ اصل کتاب سے امتیاز باقی رہے۔ اگر مسند کے رجال پر کلام ہے تو اس کو فن اُسماء الرجال کی روشنی میں واضح کیا، اور پھر اپنی رائے بھی دی، یہ کتاب چار جلدوں میں مرتب ہوئی اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں کویت کے مطبع عصریہ میں شائع ہوئی۔ (۱۱) کتاب کے شروع میں ابن حجر عسقلانیؒ کے حالات زندگی ان کے علم و فضل اور علمی کارناموں سے قاری کو روشناس کرایا گیا ہے۔

نصرة الحديث

نصرۃ الحدیث کو مولانا نے ان لوگوں کے سوالات کے جوابات میں تصنیف کیا ہے جس میں بہت ہی غلط انداز میں سلف صالحین، ائمہ و محدثین حتی کہ صحابہ تک پر بہتان تراشی و افتراء پردازی کی گئی ہے اور انکار حدیث کے ناروا اَسباب پیش کیے گئے تھے اس بہتان تراشی کو ہٹانے کے لیے محمد بہاء الحق قاسمی امرتسری نے مولانا سے درخواست کی کہ کوئی ایسی کتاب لکھیں جس سے اس الزام کو رد کیا جائے اس کے

پاداش میں مولانا نے نصرۃ الحدیث لکھی، جس میں مولانا نے مستشرقین اور بہت سے روشن خیال اور نام نہاد مسلم مصنفین کی طرف سے حدیث کی حجیت اور اس کے درجۂ استناد پر کئے جانے والے اعتراضات کو تار عنکبوت کی طرح کمزور اور بالکل بے سروپا ثابت کر دکھایا ہے۔ (۱۲)

فتح المغیث

ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی (م ۸۰۶ھ) حدیث کے بہت بڑے امام و حافظ تھے، انہوں نے اصول حدیث پر "الفیۃ" کے نام سے ایک منظوم رسالہ تصنیف فرمایا تھا۔ اس منظومہ کی شرح نثر میں مشہور محدث حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے، جو علم حدیث پر بڑی ہی جامع، وقیع اور اہم کتاب خیال کی جاتی ہے، یہ کتاب مطبوعہ و دستیاب تھی لیکن کتابت و طباعت کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے بھری پڑی تھی۔ مولانا اعظمی کے دل میں اس کا صحیح نسخہ شائع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ نے اس کے کئی نسخوں کا باہم مقابلہ کر کے ایک تصحیح شدہ نسخہ تیار کیا، اور مطبعۃ الاعظمی مئو سے طبع کیا اس کتاب کی تین جلدیں تھیں لیکن افسوس کہ اس کی صرف ایک ہی جلد مولانا کی تصحیح سے زیور طباعت سے آراستہ ہو سکی۔ (۱۳)

اس کے علاوہ بھی مولانا کی اور بھی بہت سی خدمات ہیں جن میں سے چند کا خلاصہ یہاں درج کیا گیا ہے۔ المختصر علم و فن کا یہ سورج ۱۹۹۲ء کو اس دار فانی سے دار آخرت کو سدھار گیا جنہوں نے اپنی ستر سالہ زندگی میں بہت سے عظیم کارہائے نمایاں کام انجام دیے اور ساتھ ہی ایسا اُثاثہ چھوڑا ہے جس سے رہتی دنیا تک کے لوگ مستفید ہوتے رہیں گے، بقول شاعر......

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مراجع و مصادر

۱۔ معارف، اپریل ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۸۔   ۲۔ معارف، اپریل ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۸۔

۳۔ حیات ابوالمآثر، ڈاکٹر مسعود احمد اعظمی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷۔۸۔

۴۔ مجلہ المآثر، سہ ماہی (اکتوبر، نومبر، دسمبر) ۱۹۹۲ء، کتاب الرجد و الرقائق، اعجاز احمد اعظمی، ص ۲۸ تا ۳۲۔

۵۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۲۹۔   ۶۔ دبستان دیوبند کی علمی خدمات، ڈاکٹر میر اوروی، دارالمصنفین دیوبند، ۱۹۹۵ء، ص ۱۵۶

۷۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۷۱۔۷۰   ۸۔ دبستان دیوبند کی علمی خدمات، ص ۱۹۵۔

۹۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۷۳۔   ۱۰۔ ہندوستان اور علم حدیث، مولانا فیروز اختر ندوی، ۲۰۱۲ء، ص ۶۹۹/۷۰۰۔

۱۱۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۷۳۔   ۱۲۔ حیات ابوالمآثر، ص ۱۸۲۔۱۸۳۔

۱۳۔ ہندوستان اور علم حدیث، مولانا فیروز اختر ندوی، ۲۰۱۲ء، ص ۷۰۷۔

ڈاکٹر سید خالد جامعی٭

مغربیت اور جدیدیت کی علمی تردید کے چند مراحل

محترم مولانا سمیع الحق صاحب رمحترم راشد الحق صاحب

''الحق'' کا اشاریہ زیر مطالعہ تھا''الحق'' نے اسلام اور مغرب اور اسلام جدیدیت کے حوالے سے ماضی میں کئی مضامین شائع کئے۔اس اشاریے نے ان تمام مضامین کو ذہن میں تازہ کردیا۔

مغرب پر نقد الحق کا خاص میدان ہے مگر گزشتہ چند سالوں سے اس طرف آپ کی توجہ دیگر مصروفیات کے باعث کم ہوگئی ہے۔محمد حسن عسکری صاحب کا تعارف آپ کے رسالے کے ذریعے دینی حلقوں تک پہنچا جو ایک اہم کام تھا۔امید ہے کہ الحق مغرب پر تنقیدات کا دائرہ وسیع کرے گا۔اشاریہ الحق کے مطالعے کے دوران آپ کے رسالے''الحق'' شمارہ اگست ۲۰۱۵ء میں ہمارے شاگرد رشید جناب ظفر اقبال صاحب کی کتاب ''اسلام اور جدیدیت کی کش مکش'' پر ایک گراں قدر تبصرہ شائع ہوا۔یہ کتاب بنیادی طور پر شعبہ فلسفہ جامعہ کراچی کے سابق سربراہ، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے سابق ریکٹر اور کراچی یونیورسٹی کے پروفیسر ایمریطس ڈاکٹر منظور احمد کے جدید اسلام اور مغرب کو مطلوب استعماری، جدت پسند، روادار، ثقافتی اسلام یا خوف وخطر سے خالی اسلام Islam without fear کے اہداف ومقاصد سے بحث کرتی ہے۔ڈاکٹر منظور احمد صاحب پر لکھی گئی اس اہم ترین کتاب کے حوالے سے جو جدیدیت اور مغربیت کا نہایت عالمانہ نقد ہے چند اہم معلومات اور صاحب کتاب سے متعلق چند اہم نکات قارئین ''الحق'' کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ڈاکٹر منظور احمد کو پاکستان کا سب سے بڑا فلسفی تسلیم کیا جاتا ہے ڈاکٹر صاحب کا طرز تحریر اتنا شائستہ، شگفتہ، نفیس اور سلیس ہے اور فلسفیانہ زبان میں وہ اپنے الحادی افکار کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ فلسفے اور اس کی اصطلاحات سے ناواقف عالم دین ان کے کفر والحاد کے فہم سے قاصر رہتا ہے خوشی کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے دانش ور فلسفی کا جواب ہمارے دینی مدرسے کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی دے سکتا ہے اور ہر قسم کے فلسفیانہ اعتراضات کا جواب نقلی

٭ ممتاز دانشور، محقق، ادیب، ناظم شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ کراچی یونیورسٹی

منہاج اور فلسفیانہ منہاج میں دینے پر یکساں قادر ہے۔ الحمد اللہ ظفر اقبال صاحب نے پاکستان کے سب سے بڑے لبرل فلسفی پر نقد کر کے لبرل سیکولر حلقوں کے تمام اعتراضات کا جواب مسکت طور سے عقلی بنیادوں پر بھی مہیا کر دیا۔ جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے حوالے سے جناب ظفر اقبال صاحب کی پہلی کتاب "اسلام اور جدید سائنس نئے تناظر" میں اور ڈاکٹر منظور احمد صاحب کے حوالے سے جدیدیت اور مغربیت کے نقد پر مشتمل ان کی دوسری کتاب "اسلام اور جدیدیت کی کشمکش" راقم الحروف اور محترم ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب سوری کی براہ راست نگرانی میں لکھی گئیں۔ ان دو کتابوں کے علاوہ ظفر اقبال صاحب راقم کی زیر نگرانی میں چند اہم موضوعات پر تالیف و تصنیف میں مصروف ہیں۔

(۱) مغرب کے تمام بڑے مفکرین فلسفیوں کے کئی سو حوالوں پر مشتمل ایک حوالہ جاتی کتاب جناب ظفر اقبال صاحب راقم کی نگرانی میں براہ راست مرتب کر رہے ہیں، مختلف عنوانات، مباحث، موضوعات پر جمع کئے گئے یہ حوالے تمام مقررین، مصنفین اور محققین اور ان علماء کرام کے لئے جو انگریزی سے واقف نہیں قابل قدر علمی سرمایہ ثابت ہوں گے جنھیں اپنی تحقیقات میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ ان حوالوں کی سافٹ کاپی بھی مہیا کی جائے گی، وہ حوالے ہی انشاء اللہ مخلص، باکردار اور باعمل جدیدیت پسند مفکرین کیلئے روشنی کے بے شمار دریچے کھول دیں گے۔

(۲) ترقی اور جدید سائنس کے حوالے سے عالم اسلام میں لکھے گئے سو سالہ لوازمے کا ایک تنقیدی جائزہ بھی ظفر اقبال صاحب راقم کی زیر نگرانی مرتب کر رہے ہیں جس سے ترقی سائنس اور ٹیکنالوجی کے بارے میں دینی حلقوں کے سوالات کا شافی جواب میسر آئے گا اس کتاب کا ڈیڑھ دو سو صفحات پر مشتمل مقدمہ راقم نے تحریر کر دیا ہے جو مطالعے کیلئے ظفر اقبال صاحب سے طلب کیا جاسکتا ہے یا راقم سے بھی

(۳) عنقریب ظفر اقبال صاحب کی کتابیں، (ا) لبرل ازم، (ب) آزادی، مساوات، ترقی، (پ) سول سوسائٹی، (ت) سرمایہ دارانہ نظام، (ٹ) اجتہاد، اجماع (ث) امام غزالیؒ کا طریقۂ تنقید، (ج) عقلیت کا تصور مذاہب عالم اور مذاہب فلسفہ میں، (چ) جدید اسلام پر پروٹسٹنٹ ازم کے اثرات، (ح) جدید علم کلام کا ناقدانہ جائزہ، (خ) برعظیم پاک و ہند میں فتویٰ نویسی اور مناظرہ بازی کی تواریخ، (د) وحید الدین خان اور غامدی صاحب کے عقیدے (ڈ) بیسویں صدی کے پانچ اہم متکلمین کا علم کلام (ب) مولانا ایوب دہلوی کی کلامی خدمات (ز) عالم

اسلام میں فکر اسلامی پر ابو الاعلیٰ مودودی، یوسف قرضاوی، علامہ اقبال، ڈاکٹر علی شریعتی، ڈاکٹر فضل الرحمان کے اثرات پر آ رہی ہیں۔

ہمارے دوسرے شاگرد جناب عبید اللہ صدیقی صاحب نے منہج اہل سنت اور عقائد کے مباحث اور دارالحرب و دارالاسلام کے عنوانات پر آزادانہ طریقے سے نہایت قیمتی اور نفیس کام کیا ہے اسلامی علمیت کے باب میں یہ کام امت کی رہنمائی کیلئے ایک علمی و روحانی دائرہ نور فراہم کرتا ہے اس کام سے انکے تبحر علمی، توازن، خلوص، علوم دینیہ میں رسوخ، مغرب کے فلسفے سے واقفیت اور انکی حمیت دینی کا اندازہ ہوتا ہے۔

عبید صاحب کا اپنا خاص رنگ ہے جو امت کی مسلمہ علمیت سے بہ انداز دگر اخذ و استفادہ کرتا ہے امید ہے کہ ان کی تحقیقات امام غزالیؒ، امام رازیؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام شاطبیؒ، امام عزالدین عبدالسلامؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، النبراس علی شرح عقائد کے مؤلف علامہ فرہاری، مخدوم زین الدین مؤلف "تحفۃ المجاہدین" اور مؤلف رسالہ الثورۃ الھندیہ اور علامہ رحمت اللہ کیرانوی کی علمی روایت کا احیاء کریں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مفتی صابر حقانی صاحب، (۱) مکتبہ روایت، (۲) جدیدیت کے تین عقیدوں آزادی مساوات ترقی (۳) مذہب انسانی حقوق، (۴) مختلف تہذیبوں میں عدل کے مختلف تصورات پر ڈاکٹر وہاب سوری صاحب کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں امید ہے یہ سب کام امت کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ عقائد نسفی اور عقیدہ طحاویہ کی شرح جدید بھی ڈاکٹر عبدالوہاب سوری اور راقم الحروف کی زیر نگرانی مرتب کی جارہی ہیں۔ یہ کام جناب عبید صاحب اور ظفر اقبال صاحب انجام دیں گے۔

امتوں کا اصل مقابلہ عقیدے اور علمیت کے میدان میں ہوتا ہے جو تہذیب عقیدے اور علمیت کی جنگ ہار جائے جس کا ایمان و یقین اپنے عقیدے، علمیت، مابعد الطبیعیات اور اپنی تاریخ پر سے اٹھ جائے وہ تہذیب اور اس کی وارث امت کبھی غالب نہیں ہو سکتی اس کا عسکری غلبہ بھی علمی غلبے کے بغیر کارآمد نہیں ہو سکتا۔ تاتاریوں کا عسکری غلبہ کسی علمی برتری کے بغیر تھا لہٰذا وہ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا مغرب سے اصل جنگ ایمان اور عقیدے کی جنگ ہے۔ مغربی عقائد اور مذہب انسانی حقوق کو علمی بنیادوں پر رد کیے بغیر یہ جنگ منطقی انجام کو نہیں پہنچ سکتی اگر ہم مغربی عقیدوں، آزادی، مساوات، ترقی اور اس مذہب کے ماخذ منشور انسانی حقوق کا علمی رد نہیں کریں گے تو ہماری فتح بھی شکست میں بدل جائے گی۔

مولانا ابوالمعز حقانی
مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا قاضی فضل منان حقانی عمرزئی کی رحلت

قحط الرجال کے اس دور میں اکابر علماء ایک ایک کر کے بڑی تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں۔افسوس کہ دارالعلوم حقانیہ کے تاسیسی دور کے طالب علم، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے تلمیذ خاص، چارسدہ کے معروف عالم دین، مدرسہ تعلیم القرآن کے صدر مدرس حضرت مولانا قاضی فضل منان" طویل علالت کے بعد بروز بدھ ۱۷ دسمبر ۲۰۱۵ء کو عصر کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ایسے علماء کا دنیا سے اُٹھ جانا خیر و برکت سے حرمان کا سبب ہوتا ہے۔تاہم بجز رضا مولی اور کوئی چارہ نہیں ان للہ ما اخذ وما اتی فلنصبر والنحتسب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق" اور خانوادہ حقانی کیساتھ آپکی محبت اور چاہت کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ تقسیم ہند سے قبل قاضی صاحب نے مرکز علم دارالعلوم دیو بند میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی صحبت سے حظ وافر پایا،آپکی مختصر سوانح حیات یوں ہے:

۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو عمرزئی میں قاضی عبدالخالق کے ہاں پیدا ہوئے۔آپکے والد علاقہ بھر کے فقہ حنفی کے معتبر علماء میں شمار ہوتے تھے جنہیں فقہ کی جملہ کتب ازبر یاد تھیں اور زبانی طلباء کو پڑھاتے تھے۔جنکے تلامذہ میں مولوی نورالحق تنگی، مولوی فضل رازق تنگی اور عمرزئی کے معروف عالم منطقی ملا صاحب شامل ہیں۔یاد رہے کہ مؤخرالذکر عالم دین منطقی ملا صاحب وہ شخصیت ہے جن سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے بدیع المیزان کتاب پڑھی تھی۔قاضی صاحب کے دادا قاضی غلام محمدؒ معروف عالم دین فقیہ اور قاضی القضاۃ تھے۔ جو خواجہ نجم الدین المعروف ہڈہ ملا صاحب کے ہم سبق اور غوث زماں سوات بابا جی حافظ عبدالغفور صاحبؒ کے خلیفہ ماذون تھے جنہوں نے آپ کو اس علاقہ کا قاضی مقرر کیا۔ان کی علمی شہرت اطراف و اکناف میں پھیلی ہوئی تھی۔۱۳۲۷ھ میں ۱۱۰ برس کی عمر میں انتقال پائی۔ قاضی فضل منان نے ۱۹۴۲ء کو مڈل پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم کیلئے دارالعلوم دیو بند کا رخ اختیار فرمایا۔۲۳ شوال ۱۳۶۲ھ کو داخلہ لے کر چار سال تک وہی پر کسب فیض پایا۔اس دوران جس علماء سے استفادہ کیا ان میں مولانا معراج الحق سابقہ مہتمم دارالعلوم دیو بند، مولانا محمد شریف کشمیری (سابقہ شیخ الحدیث خیر المدارس) اور مولانا عبدالخالق دیو بندی (مہتمم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا) کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ شامل تھے۔جن سے آپ نے وہاں مختصر المعانی پڑھی۔

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان کے طلباء کا دیو بند جانا مشکل بلکہ ناممکن ہو چلا تو مولانا قاضی فضل منانؒ، انکے بھائی مولانا قاضی فضل دیان، مولانا حبیب اللہ آف تنگی اور گردونواح کے دیگر طلباء کرام اپنے

مشفق استاد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ہاں اکوڑہ خٹک میں جمع ہوئے اور ان کو مدرسہ بنانے پر مجبور کیا، تاہم انہوں نے پڑھانا تو شروع کیا لیکن مدرسہ کا نام دینے پر راضی نہ ہوئے اور کہا کہ عارضی دروس ہو نگے جب راستے کھل جائینگے تو دیوبند ہی اصل منبع و مستقر ہوگا۔ اس دوران کسی نے اس مسجد (تکئے زئی) جس میں آپ درس دیتے تھے اس کی شہتیر پر دارالعلوم حقانی لکھ دیا آگے چل کر اس کی تصحیح دارالعلوم حقانیہ سے کی گئی اور اس طرح نہ چاہتے ہوئے بھی مدرسہ کی داغ بیل پڑ گئی۔ گویا حقانیہ کی تاسیس میں ارادے سے زیادہ تکوینی امر کار فرما رہا۔ دارالعلوم حقانیہ میں چار برس پڑھنے کے بعد ۱۹۵۱ء کو فراغت پائی۔ فراغت سے متصل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں بغرض دورۂ تفسیر قاسم العلوم شیرانوالہ پہنچے چار ماہ تک تفسیر میں ان سے فیض پا کر اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کیں۔ پھر طب و حکمت کے حصول کیلئے طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور حاذق الحکماء کی سند پائی۔ ۱۹۵۳ء کے تحریک ختم نبوت کے دوران کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء کیساتھ مظاہروں میں برابر شرکت کرتے رہے۔ جسکے دوران آنسو گیس سے آنکھیں کافی متاثر بھی ہوئیں۔ ۱۹۵۶ء میں اپنے گاؤں میں مولانا قاضی عبدالباری جان، مولانا قاضی فضل دیان کے ساتھ مل کر مدرسہ تعلیم القرآن قائم فرمایا۔ جہاں آپ صدر مدرس کے عہدے پر تقریباً ۴۰ برس تک تعینات رہے۔ مشکوٰۃ شریف، ہدایہ، مقامات اور ترجمہ قرآن طویل عرصے تک پڑھاتے رہے۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ التفسیر والحدیث کے عہدے پر متمکن ہوئے۔ تو قاضی صاحب دوبارہ علمی پیاس بجھانے کیلئے وہاں پہنچے اور ۶۳-۱۹۶۲ء میں دو برس تک تفسیر اور حدیث میں تخصص کے اسناد حاصل کیے۔ "علامہ افغانی نے انکے سند پر لکھا کہ یہ میرے نزدیک قوی، روشن، زکی حفظ کے مالک ہیں اور تحریر و تقریر میں بھی ملکہ رکھتے ہیں۔ سرعت فہم اور سمجھانے میں عمدہ ہیں اور احادیث کے علوم میں قوی مہارت رکھتے ہیں"۔ تصوف و سلوک میں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ میں اپنے والد قاضی عبدالخالق سے استفادہ کیا قاضی عبدالخالق اپنے والد کے علاوہ مولانا عبدالغفور عباسی مدنی کے بھی خلیفہ تھے جبکہ سلسلہ چشتیہ میں حکیم الامت کے خلیفہ، جامعہ اشرفیہ کے بانی مہتمم مولانا مفتی محمد حسن سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں چند ماہ تک سنت یوسفی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے پابند سلاسل بھی رہے۔ آپ کا نماز جنازہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے وفات کے اگلے روز ۱۸ دسمبر کو عمر زئی میں پڑھایا جس میں علاقہ بھر کے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تعزیتی خطاب کے دوران فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب اور انکے ساتھی ہی دارالعلوم کے قیام کا سبب بنے۔ یہی دارالعلوم کے ابتدائی طلباء تھے۔ جو قاضی صاحب کیلئے بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ کے پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں جن میں بڑے بیٹے مولانا قاضی محمد طیب حقانی دارالعلوم کے فاضل ہیں۔ جنازہ سے قبل شیوخ علماء کرام نے ان کی دستار بندی کی۔ انکے علاوہ قاضی محمد قاسم، قاضی محمد طاہر اور قاضی محمد عاصم ہیں۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رفیق موتمر المصنفین

شرح صحیح مسلم

ایک عظیم شاہکار اور شروحات مسلم میں وقیع اضافہ

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی عصر حاضر کی وہ ہستی ہے جو نہ کسی تعارف کی محتاج ہے نہ کسی تاریخ کی دست نگر، ان کی حقیقی تاریخ ان کے تلامذہ اور ماثر علمی کی صورت میں ہمہ وقت دائر وسائر نمایاں اور چشم دید رہتی ہے ۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی ذات گرامی دارالعلوم حقانیہ کے اس بابرکت دور کی دلکش یادگار ہیں جس نے ولی کامل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ ، صدر المدرسین مولانا عبدالحلیم زروبوی قدس سرہ اور ان جیسے دوسرے اکابر جلوہ جہاں آراء دیکھیں ہے جس ہستی کی تعلیم وتربیت میں علم وعمل کے دو مجسم پیکروں (مولانا عبدالحق قدس سرہ اور مولانا سمیع الحق مدظلہ) نے حصہ لیا ہو اس کے اوصاف وکمالات کا ٹھیک ٹھیک ادراک بھی ہم جیسے نالائقوں کے لئے مشکل ہے لیکن استاد گرامی کے پیکر میں علم وعمل، تحقیق وجستجو کے نمونے ان آنکھوں نے دوران طالبعلمی (جامعہ ابوہریرۃؓ) دیکھے ہیں ان کے علمی کارناموں کے نمونے دل ودماغ سے محو نہیں ہوسکتے ہیں۔

آپ کا شمار جامعہ حقانیہ کے ممتاز اور مایہ ناز فضلاء میں ہوتا ہیں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ کے خادم خاص ،فیض یافتہ ،معتمد علیہ اور شاگرد رشید ہونے کا شرف جن کو حاصل ہے ان میں آپ سرفہرست ہے۔وہ صاحب طرز مصنف نیز تحقیق وجستجو میں منفرد مقام کے حامل شخصیت ہیں ۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں بحیثیت استاد مقرر ہوکر درس وتدریس میں مشغول ہوئے ،جامعہ کے ترجمان رسالہ اور وطن عزیز سب سے قدیم علمی مجلہ ماہنامہ ''الحق ''میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے زیر نگرانی جامعہ حقانیہ میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ علمی وقلمی اور تصنیفی خدمات انجام دیتے ہوئے پاکستان کے علمی حلقوں کو مستفید کرتے رہے ۔ اس زمانہ میں آپ نے اپنی علمی اور تحقیقی مضامین اور والہانہ طرز نگارش سے عملی حلقوں میں نمایاں مقام حاصل کرلیا ۔ مقام ابوحنیفہ، حقائق السنن اور ارباب علم وکمال یہ کتابیں ان کے اس دور کی یادگار قلمی شاہکار ہیں ۔وہ اپنی متحرک اور فعال شخصیت اور تنظیمی قابلیت کے بل بوتے پر نت نئے ادارے قائم کئے ،جنکی بدولت ان کی دینی خدمات میں بے پناہ اضافہ ہوا اور جدید علمی اور عملی خدمت کی نئی نئی راہیں اختیار کیں۔

انہوں نے ضلع نوشہرہ خالق آباد میں جامعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا اور ساتھ القاسم اکیڈمی کے نام سے ایک تصنیفی اور تحقیقاتی ادارے کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔القاسم اکیڈمی سے انہوں نے شعور اوراگاہی و بیداری فکر کیلئے ''صدائے شریعت'' کا اجراء کیا جو ایک سال تک چلتا رہا پھر باقاعدہ طور پر ماہنامہ ''القاسم'' کا اجراء کیا گیا جو تا حال جاری ہے اور صوبہ خیبر پختونخواہ کا ایک معیاری پرچہ ہے القاسم اکیڈمی نے اب تک سینکڑوں کتابیں شائع کی اور تا حال ہر موضوع پر نت نئی کتابیں آرہی ہے۔خود مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی بہت سی تالیفات منظر عام پر آکر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں۔

اور ہر موضوع پر انہوں نے بڑی لگن ،محنت اور عرق ریزی کے ساتھ کام کیا اور جس موضوع پر انہوں نے قلم اٹھایا تو حسب استطاعت حق ادا کیا اب انہوں نے صحیح مسلم کی باقاعدہ ایک جامع شرح لکھنے کا آغاز کر دیا ہے صحیح مسلم صحاح ستہ میں اہمیت اور جس شان کی کتاب ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔علم حدیث کے جو مصادر و مراجع ہمارے ہاں متداول اور رائج ہے ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد صحیح اور مستند ترین مجموعہ صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم ہی ہے زمانہ تدوین سے لیکر آج تک دینی مدارس میں طالبان حدیث اور عامۃ الناس میں کروڑوں لوگ اس سے مستفید ہو چکے ہیں اور تا حال مستفید ہو رہے ہیں۔ان شاء اللہ یہ فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

ایک عرصہ سے صحیح مسلم کی اردو شرح کی تشنگی محسوس کی جارہی تھی ان کی بعض شروحات ،تقریرات تو موجود تھی تاہم مستقل اور جامع شرح کی کمی تھی اس کمی کو دیکھتے ہوئے مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے عزم مصمم کیا کہ ہم علماء دیوبند کی طرف سے اس خدمت کو اپنا سعادت سمجھتے ہیں لہٰذا آغاز فرما کر اب تک سات جلدیں پوری کر چکے ہیں۔آپ نے اس شرح میں جو طبع آزمائی فرمائی ہے وہ درج ذیل ہیں:

☆حدیث شریف کا مکمل عربی متن اعراب کیساتھ ☆عام فہم سلیس بامحاورہ ترجمہ ☆محدثین کرام کے علمی مباحث اور رموز واسرار کی وضاحت ☆فقہائے کرام کی آراء اور درایت الحدیث کے رموز واسرار کی تشریح ☆اجزائے حدیث پر مفصل کلام ☆لطائف اسناد حدیث پر تفصیلی بحث ☆فوائد نکات پر عالمانہ تحقیق

مولانا عبدالقیوم حقانی نے اساتذہ حدیث اور طلبہ کے ذوق اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ شرح مرتب کی ہے جتنی جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اس اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف علام نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی اور رات دن ایک کر کے بہت بڑی محنت سے اس کو تیار کیا ہے جس کا مطالعہ اہل علم کے لئے سرمایہ نور ثابت ہوگا،ذیل میں اس کی موجودہ مطبوعہ جلدوں کے مندرجات پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔

جلد اول: مولانا عبدالقیوم حقانی نے شرح صحیح مسلم کے جلد اول میں جن موضوعات کو چھیڑا ہے،وہ درج ذیل ہیں۔سب سے پہلے انہوں نے عرض مولف کے بعد مقدمہ کو چند اہم مباحث ومبادی کے عنوان سے

معنون کیا ہے جس کے تحت درجہ ذیل مضامین آتے ہیں حدیث کی لغوی تحقیق ،تعریف ،موضوع ،مبادی علم، عرض علم، انواع علم الحدیث، فضیلت علم حدیث ، حجیت علم حدیث ،کتابت اور تدوین علم الحدیث ، طبقات الراوت اور اس کی اقسام ، اسلوب مولفین صحاح ستہ ،طبقات کتب حدیث ،مولفین صحاح ستہ کے مقاصد اور فقہی رجحانات ،تذکرہ امام مسلم ، صحیحین (بخاری و مسلم) کا تقابلی موازنہ شروحات وتعلیقات اور حواشی صحیح مسلم میرے صحیح مسلم کے شیخ ، درج بالا تمام موضوعات اور ان امہات مسائل کے مباحث میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے درسی اہمیت کے پیش نظر الیلی انداز اور شگفتہ اسلوب میں وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ان تمام مباحث کے تفصیلات کا مطالعہ کرتے وقت قاری کسی بھی بحث میں تشنگی محسوس نہیں کرے گا۔ میرے خیال میں حقانی صاحب کا یہ اچھوتا انداز ،حکیمانہ پیرایہ تحریر، مضبوط استدلال، آسان اور عام فہم طرز بیان اپنی افادیت کے حوالے نافع اور انفع ہے ۔حسب استطاعت مولانا حقانی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے یہ تمام مباحث ۱۱۲ صفحات پر محیط ہے۔ اسکے بعد مقدمہ مسلم کا آغاز ۱۱۳ صفحہ سے کرتے ہوئے مقدمہ مسلم کے اوق اور مغلق مقامات پر علمی بحث کرتے ہیں جس میں ہر بات مدلل اور ہر دلیل مسکت ہوتے ہیں امام نووی رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم کے ۱۰ ابواب لگائے ہیں مولانا حقانی نے پر ہر باب میں سیر حاصل بحث کر کے وضاحت کیساتھ عام فہم انداز میں فن اسماء رجال ، ثقاۃ روات سے احادیث کی اخذ ، واضعین اور متبدعین سے اخذ حدیث کی اجتناب، وضع حدیث کے وعیدات ، موضوع حدیث کی سماع سے گریز، درایت حدیث کی ضرورت، سند کی اہمیت ، سند کی شرعی حیثیت ، مجروح راویوں کا شرعی حیثیت، علم جرح وتعدیل کی اہمیت ، جرح وتعدیل کے نمونے ، حدیث معنعن کی قبول ورد، اس کیساتھ ساتھ مقدمہ مسلم میں ۱۰۳ احادیث کی مکمل تشریح اور ان احادیث میں مذکر راویوں کا مفصل تذکرہ بھی کیا گیا ہے ۔ان تمام مباحث پر مولانا عبدالقیوم حقانی نے زور قلم صرف کرتے ہوئے ایسے ایسے نکالے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتا ہے ۔یہ تمام مباحث ۳۱۱ صفحات پر مشتمل ہیں یعنی اس جلد کی تمام صفحات ۴۲۷ بنتے ہیں۔

جلد دوم : مصنف علام نے عرض مؤلف کے بعد ''علم جرح وتعدیل ایک علمی وتحقیقی جائزہ'' کے عنوان کے نام سے معنون موضوع کے ذیل میں جرح وتعدیل کے قرآنی اساس، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جرح کی روایت ،دور تابعین میں سند کا مطالبہ، سیرت میں سند کا اہتمام ،قصائد میں سند کا اہتمام ،راویوں کے طبقات، جرح وتعدیل کے قواعد اور اصطلاحات ، جرح وتعدیل کے بعد رجال کا تذکرہ ،علم رجال کی شاخیں علم رجال کی معاون کتابیں، علم رجال کے ذیل فنون ،شیوخ حدیث کا تذکرے ،امہات کتب کے رجال پر مستقل کتابیں ، اعلام النساء ،احادیث کی گنتی کا مسئلہ ، جرح وتعدیل کے مشہور ائمہ ، جرح وتعدیل اور دیانت کا تلازم ، ائمہ جرح وتعدیل کے درجات ، شروح جرح وتعدیل ، مراتب جرح وتعدیل ، کتب جرح وتعدیل ،

ان تمام امور پر تسلی بخش بحث ہے جو ۶۲ صفحات تک یہ بحث محیط ہے اس کے بعد مقدمہ مسلم ۲۹۷ راویوں پر مفصل اور منقح بحث کی ہے۔

جلد سوم: کتاب الایمان کے حدیث نمبر ایک سے حدیث نمبر 176 تک کے مباحث پر مشتمل ہے اس جلد کے سولہ ابواب اور 176 احادیث کے تحت تمام مباحث، اور موضوعات کی مکمل تشریح کی گئی ہے ان تمام مباحث اور موضوعات میں جتنے بھی مسالک اور فرق کا اختلاف ہے، بہترین اسلوب میں اس کی وضاحت اور تمام فرق باطلہ کا جامع تعارف اور مسکت تعاقب کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد بڑے شرح وبسط سے بیان کی ہے ہر حدیث کی دلنشین تشریح، سلیس ترجمہ، اور لطائف اسناد کی وضاحت اور تمام احادیث مبارکہ کے اسرار ورموز اوران احادیث کے ذیل میں آنے والے مندرج تمام مباحث مثلاً اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ اسکی اساسیات کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ ایمان کی کمی بیشی کا مسئلہ، تقدیر کا مسئلہ، اشراط الساعۃ، مسئلہ رویت باری تعالیٰ، مسئلہ شرک اور اسکی اقسام، ارکان خمسہ، فتنہ ارتداد اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، مرتکب کبیرہ اور اسمیں اختلاف، معجزہ اور سحر میں فرق، حلاوت ایمان، شعب الایمان، سلام اور اسکے مسائل، ان تمام امور پر مفصل بحث کرتے ہوئے دل نشین انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے، یہ جلد 580 صفحات پر مشتمل ہے۔

جلد چہارم: کتاب الایمان باب 17 سے 43 تک حدیث 176 سے 291 تک ان تمام احادیث میں جو بھی موضوعات زیر بحث آتے ہیں اس پر مفصل روشنی ڈالی گئی اور حدیث کے اسرار ورموز اسناد کے لطائف کو بھی ساتھ اچھے سلجھے ہوئے انداز میں سمجھا گیا۔ مثلاً حلاوۃ ایمان، تنفر من الکفر، محبت اور اسکی اقسام، عشق نبویؐ کے اسباب، پڑوسی کے حقوق، مہمان کے حقوق، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اہل یمن کی فضیلت، سلام کے فوائد، بیعت کے مسائل، کبائر کے نقصانات، نفاق کے اقسام وخصائل، تکفیر، قتل اور ایذاء مسلم کا مسئلہ، کوکب پرستی، کفر اور اس کی اقسام، تارک الصلوۃ کا حکم، افضل الاعمال، زنا اور اس کے مرتکب، صغائر اور کبائر، علم کے اقسام، شرک کے اقسام، دخول نار، دخول جنت اور اس کا دوام، قصاص، دیت اور کفارہ ان تمام موضوعات پر عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں بحث اور تمام مضامین کی اچھی تشریح کی گئی ہے۔ یہ جلد 550 صفحات پر مشتمل ہے۔

جلد پنجم: کتاب الایمان باب 44 سے 79 تک حدیث 292 سے 422 تک ان ابواب واحادیث کے تحت جتنے بھی موضوعات ہیں ان تمام موضوعات کو ایک ایک کر کے مصنف علام نے اسکی وضاحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ ہر باب کے اندر زیر بحث موضوعات پر عالمانہ انداز سے روشنی ڈالی ہے اور لطائف اسناد کی بھی خوب وضاحت فرمائی۔ اور ساتھ ساتھ ہر حدیث کا سلیس ترجمہ اور جامع تشریح، اور مایستفاد من الحدیث یعنی حدیث کے حکم اموز وسرار پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ درج ذیل مسائل کی وضاحت حدیث

نظریہ کے سہارے یہ زندہ رہ سکتا ہے ہم اس وقت ان المناک حالات و واقعات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے جن سے ہمیں اس نظریہ کا دامن چھوڑ کر دو چار ہونا پڑا اور صرف یہ کہنے پر اکتفاء کریں گے کہ ہم نے اسلامی قومیت کے مقابلہ میں بنگالی قومیت کا تصور قبول کر کے سقوط مشرقی پاکستان کے اندوہناک المیہ کے لئے راہ ہموار کی تھی اور اب بھی اگر ہم نے اس ٹھوس بنیاد کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا جس پر پاکستان کی عمارت تعمیر کی گئی تھی تو پھر ہمیں تباہی کے بھیانک غار میں گرنے سے کوئی نہیں بچا سکے گا صدر بھٹو اور ان کے رفقاء اگر نئے پاکستان کو زندہ پائندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں سب سے پہلے نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا پڑے گی اس نظریہ پر پامردی سے گامزن ہو کر ہم ایک مضبوط و فعال اور جاندار قوم بن سکتے ہیں ورنہ ہماری حیثیت ایک ہجوم بے لگام سے زیادہ نہیں ہوگی۔

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر اس وقت مختلف اطراف سے یلغار ہو رہی ہے ایک مغرب کی ٹاؤن ازم کی یلغار ہے، عریاں فحش اور ملحدانہ لٹریچر کی یلغار ہے، انڈو سوویت لابی کی طرف سے سیاسی پروپیگنڈے کی بھی یلغار ہے اس خطہ ارضی کے مسلمانوں کو وطنیت اور قومیت کے بتوں کا پرستار بنانے کے لئے علاقائی تہذیبوں اور ثقافتوں کی یلغار ہے ان سب یلغاروں کا مقصود و نصب العین صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام کے نام پر جمع ہونے والے ان پاکستانیوں کو اسلام سے برگشتہ کر دیا جائے انہیں غیر اسلامی نظاموں میں عیش و عشرت کی زندگی کے سراب دکھا کر سہل انگار بنا دیا جائے لہو لعب میں الجھا جائے جنسی لذتیت کے شیدائی بنا دیا جائے اس کے لئے یہود و ہنود کمیونسٹ اور متعصب عیسائی بھی پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر وار کر رہے ہیں اور ہم ہیں کہ نتائج سے بے پروا ان کے دام صد رنگ میں گرفتار ہو رہے ہیں ہماری فلمیں ریڈیو، ٹیلی ویژن اکثر و بیشتر اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس راہ پر بگٹٹ دوڑ رہے ہیں جو ہمیں تباہی کی طرف لے جا رہی ہے گی ہم ارباب اقتدار و اختیار سے صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی سوشلزم (خواہ اسے کتنا ہی غلافوں میں لپیٹ کر اسلامی سوشلزم کا نام دیا جائے) کوئی سیکولرازم وغیرہ نہیں چل سکتا پاکستان کو اگر بچانا ہے تو پھر اسلام کی راہ اختیار کرنا پڑے گی ہمیں اپنے قول و فعل اور کردار و عمل کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہوگا ہمیں نظریات کی اسی طرح حفاظت و نگہبانی کرنا ہوگی جسطرح سوویت یونین میں کمیونسٹ اپنے نظریہ کی حفاظت کرتے ہیں اس لئے اگر ہمیں اسلام کے منافی لٹریچر تو کیا اگر اسلام دشمنوں کا ملک میں داخلہ بند کرنے اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے پاکستانیوں کو جلاوطن بھی کرنا پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ (نوائے وقت لاہور راولپنڈی ۱۱ اگست ۱۹۷۳ء)

مولانا عبدالرزاق •

نباتاتِ قرآن

خردل (رائی)

خردل سرسوں یا سرسوں کے بیج کی طرح چھوٹے بیج والے پودے کو کہا جاتا ہے اردو میں اس کو رائی کہا جاتا ہے رائی کا اطلاق سرسوں کے علاوہ کئی پودوں کے بیجوں پر ہوتا ہے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ایک بہت چھوٹی مقدار کے اظہار کے لئے خردل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے قرآن مجید میں خردل کا لفظ دو (۲) دفعہ استعمال ہوا ہے

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (الانبیاء : ۴۷)

"اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو کھڑے کردیں گے پس کسی جان کیساتھ ذرا بھی ناانصافی نہ ہوگی اگر رائی کے برابر بھی کسی عمل کا ہوگا تو ہم اسے وزن میں لے آئیں گے جب ہم (خود) حساب لینے والے ہوں تو پھر اس کے بعد کیا باقی رہا؟"

اسی طرح حضرت لقمانؑ کے نصائح میں بیٹے کیلئے ایک نصیحت یہ بھی ہے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (لقمان : ۱۶)

"اے میرے بیٹے! کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا آسمان میں ہو یا زمین میں تو اللہ تعالی اس کو بھی لاکر حاضر کریگا بے شک اللہ نہایت باریک بین اور ہر چیز سے باخبر ہے"

فطرت کا ترازو بڑا دقیقہ سنج ہے ایک ذرہ بھی اس کی تول میں کم نہیں ہو سکتا کوئی عمل کتنا ہی حقیر

• سابق پرنسپل تعلیم القرآن ہائی سکول و فاضل جامعہ دارالعلوم حقانیہ

(چھوٹا) ہو مثلاً تم نے کسی مصیبت زدہ پر ہمدردی کی ایک اچٹتی ہوئی نظر ٹپکا دیا مگر ضروری ہے اس کے وزن میں آجائے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ رائیگاں جائے انسان کی چھوٹی سی چھوٹی بات بھی تمہیں بدلہ دیے بغیر رہ سکتی اور بدلہ ٹھیک ٹھیک نپا تلا ہوتا ہے رائی برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو وہ بھی میزان میں تولا جائے گا

رائی کی مثال دینے کی وجہ یہ ہے کہ عرب اور پوری دنیا کے اکثر علاقوں میں رائی (خردل) کو نباتات کے سارے بیجوں میں چھوٹا مانا جاتا ہے اس مضمون کو سورۃ نساء اور زلزال میں بھی بیان کیا گیا ہے:

ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ "بیشک اللہ تعالی کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرماتا"

اور سورۃ زلزال میں فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ "سو جس نے ذرہ برابر خیر کا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا"

اگر کسی کا رائی دانے کے برابر یا معمولی سا عمل بھی ہوگا تو اللہ تعالی فرماتے ہیں اس کو بھی ہم تول میں لے آئیں گے رائی کا دانہ یا ذرہ (چھوٹی سی سرخ چیونٹی کے مصداق) بطور محاورہ استعمال ہوا ہے کیونکہ رائی عرب میں سب سے چھوٹا بیج مانا جاتا ہے (تفہیم القرآن)

احادیث مبارکہ اور کتاب مقدس میں رائی کا تذکرہ

مختلف احادیث میں خردل کا ذکر آیا ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر موجود ہے اور جہنم میں وہ شخص بھی ہرگز داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں خردل (رائی) کے برابر بھی ایمان ہے۔

بخاری شریف میں بھی ایک روایت ہے:

عن سعید بن خذری عن النبی ﷺ قال یدخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار ثم یقول اخرجوا من النار من کان فی مثقال حبۃمن خردل من ایمان فیخرجون منھا قداسودوافیلقون فی فھوالحیاۃ

"سعید ابن خذری پیغمبر ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا جب قیامت کے دن اہل جنت جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائینگے تو اللہ تعالی کا ارشاد ہوگا کہ ان لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا وہ اس حال میں ہوں گے کہ وہ آگ کی وجہ سے سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کو حیا کی نہر میں صاف کیا جائے گا"

ایک اور حدیث شریف میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ وہ حیا کے نہر میں صاف کرنے کے بعد وہ ایسے سر سبز اُگ آئے گے جیسے سیلاب کے مٹی میں بیج ابن ماجہ کی روایت کے مطابق، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کو بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان ہے پھر فرمائیں گے اس کو بھی نکال لو جس کے نصف دینار کے وزن کے برابر ایمان ہے پھر فرمائیں گے اس کو بھی نکال لو جس کے دل میں (خردل) رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے۔

احادیث مبارکہ کے علاوہ کتاب مقدس میں بھی رائی کا ذکر موجود ہے انجیل مقدس کے نیا عہد نامہ میں تحریر ہے ،اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کرکے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے آدمی نے لیکر اپنے کھیت میں بو دیا وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کے سائے میں بسیرا کرتے ہیں (متی ۱۳ (۳۱_۳۲)) اور یہی تمثیل مرقس (۳۰_۳۲) اور لوقا ۱۳_(۱۸_۱۹) میں بھی مذکور ہے لوقا ۱۷ میں رائی کے متعلق یہ الفاظ موجود ہیں

خداوند نے کہا اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا اور تم اس توت کے درخت سے کہتے کہ جڑ سے اکھڑ کر سمندر میں جا لگے تو تمہاری مانتا۔،لوقا ۱۷ (۶)

خردل (رائی) ایک باریک بیج ہے جو ایک قسم کے سرسوں کا پودا ہے رائی مختلف قسم کے پودوں کے بیجوں کو کہا جاتا ہے مگر ان سب کا تعلق سرسوں کے خاندان سے ہے Brassic Nigra نامی پودے سے حاصل کردہ بیج ہی اصلی رائی ہے اس خاندان کے دوسرے افراد جن کے بیج کو بھی رائی کہا جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں

(کالی رائی)	Brassica nigra
سفید رائی	Brassica alba
ہندوستانی رائی	B.Juncea
بھورے رنگ کی رائی	B.rupesris
ایشائی رائی	B.tournefortii

فیروز اللغات میں رائی کے ذیل میں لکھا ہے ،رائی (ہ۔ا، مونث) ایک قسم کی سرسوں ۔خردل فارسی لغت غیاث اللغات کے مطابق

خردل: بالفتح ودال مہملہ مفتوح دانہ باشد بغایت کوچک تیز مزہ این عربیست نہ فارسی بہندی رائی گویند

خردل ایک باریک دانہ ہے ذائقے میں بہت تیز ہوتا ہے عربی کا لفظ ہے اور اردو میں اسے رائی کہتے ہیں (غیاث اللغات)

تفسیر عثمانی (پشتو) میں خردل کے ذیل میں مرقوم ہے، اوری ودانی پہ اندازہ (اوری کے دانے کے اندازے بہت چھوٹا بیج) اوری سرسوں کی ہی ایک قسم ہے شاید اسی کو کالی رائی یا Brassica nigra بھی کہا جاتا ہے۔

مفتی تقی عثمانی نے اپنی تفسیر The Noble Quran میں خردل کیلئے mustard seed یعنی سرسوں کا بیج لکھا ہے اسی طرح Holy Quran کے مفسر مارماڈیوک پکھتال نے بھی سرسوں کے بیج تحریر فرمایا ہے تاہم تمام پودے جس کے بیج کو رائی کہا جاتا ہے ان میں کالی رائی کا (b.nigra) بیج سب سے چھوٹا ہوتا ہے اور شاید خردل کا مصداق کالی رائی ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عرب میں بسا اوقات ایک دوسرے پودے کو بھی خردل کہتے ہیں اس کا نباتاتی نام salvadora persica ہے جس کو پیلو کا درخت یا مسواک کا درخت کہا جاتا ہے اس درخت mustard tree کو کہا جاتا ہے اس کے بیج کافی بڑے ہوتے ہیں لہٰذا اس کے قرآنی خردل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شاید اس کو خردل قرآن کے بہت بعد میں کہا جانے لگا جسکی اصل وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس کے پھلوں کا مزہ خردل کے تیل جیسا ہوتا ہے (نباتات قرآن)

خردل کا نباتاتی نام براسیکا نائیگرا ہے اردو میں اس کو کالی رائی کہا جاتا ہے اس پودے کا بیج (رائی) ایک ملی میٹر سے تین ملی میٹر ہوتا ہے رنگت کے لحاظ سے گہرے بھورے رنگ کا یا کالے رنگ کا ہوتا ہے۔ رائی میں خوشبو ناپید ہوتی ہے مگر ذائقے کے لحاظ سے نہایت تیز ہے اس لئے ہندوستان و پاکستان میں اس کو سالنوں اور اچاروں میں ڈالا جاتا ہے اس کی باریک ٹہنیاں اور پتے ساگ کے طور پر کھانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ براسیکا نائیگرا کا پودا ۴۰ سے ۸۰ سنٹی میٹر تک بلند ہوتا ہے جس میں زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول کھلتے ہیں پھولوں کا سائز ۳/۱ اسم کے برابر ہوتا ہے اس کے بیج ایک پھلی یا ڈوڈے میں لگتے ہیں، ایک ڈوڈے میں بیسیوں بیج ہوتے ہیں یہ پھلی یا ڈوڈہ ایک انچ تک لمبا ہوتا ہے جون تا ستمبر اس پودے میں پیلے پیلے پھول نظر آتے ہیں۔

نباتاتی لحاظ سے اس کی جنس بندی مندرجہ ذیل ہے:

کنگڈم	plaitae	فائیلم	angiosperm
ذیلی فائیلم	eudicots,posides	آرڈر	brassicales
خاندان	mustard.brassicaceae	جنس	brassica
نباتاتی نام	brassica nigra		

رائی کا خاندان

رائی کا نباتاتی خاندان ہے اس خاندانcrucefereae کو براسیکا یاmustard خاندان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ نباتاتی خاندان کا مشہور پودا سرسوںbrassica compestris ہے

اس خاندان میں ۲۲۰ جنس اور ۳۰۰۰ نوع کے پودے پائے جاتے ہیں جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔اس کے مشہور پودے سرسوں، مولی، بند گوبھی وغیرہ میں سرسون یا سرسوں کے بیجوں کی طرح چند پودوں کے بیجوں کو رائی کا لی کہا جاتا ہے مثلاً b.juncea (ہندوستانی رائی)

کالی رائیb.nigra بھورے رنگ کی رائی (B.rupestris) اور سرسوں کے بیج کو بھی رائی ہی کہا جاتا ہے

براسیکا نباتاتی خاندان کے تمام پودوں کے تمام حصوں میں شدید قسم کا جوس ہوتا ہے۔جس میں سلفر کافی مقدار میں پایا جاتا ہے اس کے علاوہmysorina ایک انزائیم بھی ہوتا ہے جو گلوکوسائیڈ کو گلوکوز اور آئسو تھا ئیوٹیٹ (تیل) میں تبدیل کرتا ہے گلوکوسائیڈ میں سلفر کافی مقدار میں پایا جاتا ہے اور اس گلوکوسائیڈ کو simgrin کہا جاتا ہے اس خاندان کے پودوں کے مختلف حصے سبزی کے طور پر کھائے جاتے ہیں مثلاً مولی شلجم کی جڑیں، گیند گوبھی کا تنا، بند گوبھی اور سرسوں کے پتے ساگ کے طور پر کھائے جاتے ہیں پھول گوبھی کا پھول سالن کے طور کھایا جاتا ہے سرسوں کا تیل بالوں کی حفاظت اور مضبوطی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور تیل نکالنے کے بعد جو مادہ رہ جاتا ہے وہ کھل کھلاتا ہے اور جانوروں کے لئے نہایت مفید ہے۔

رائی کے طبی فوائد

رائی سالنوں اور اچاروں میں ذائقے کے لئے ڈالا جاتا ہے کیونکہ اس کا ذائقہ تیز ہوتا ہے اس کے علاوہ طبی لحاظ سے بھی مفید ہے مشرقی یورپ میں رائی کو شہد کے ساتھ ملا کر کھانسی کے شربت کے طور پر پیا جاتا ہے۔کالی رائی اور سفید رائی کو بطور مرہم استعمال کیا جاتا ہے درد کے آرام کے لئے رائی نہایت ہی مفید ہے رائی کے بیج ایک قے آور دوا ہیں جو یولسٹس کے بھی کام آتے ہیں۔

پشاور تشریف لے گئے اور خطاب فرمایا اور راقم نے بھی خطاب کیا۔

اہم وفود و شخصیات کی دارالعلوم آمد بسلسلہ تعزیت مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ:

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کی وفات پر ملک بھر سے اہم سیاسی اور مذہبی قائدین نے دارالعلوم حقانیہ آکر والد گرامی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور اساتذہ کرام وطلباء کرام سے تعزیت کیلئے آنے والوں کا سلسلہ جاری ہے۔اس کے علاوہ بہت سی اہم شخصیات تعزیتی ریفرنس میں بھی تشریف لائیں۔ان میں سے چند اہم شخصیات کے نام درج ذیل ہیں: صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان،امیر عالمی مجلس ختم نبوت مولانا عبدالرزاق اسکندر،امیر جمعیۃ علماء اسلام مولانا فضل الرحمٰن،چیئرمین پاکستان تحریک انصاف جناب عمران خان، جناب نعیم الحق ایڈوکیٹ ،صوبائی وزیر شاہ فرمان ،صوبائی وزیر اشتیاق ارمڑ،جناب شاہرام خان ترکئی صوبائی وزیر کے پی کے،سابق وزیر داخلہ جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ،جناب وزیر اعلیٰ پرویز خٹک، پیر زادہ شمس الامین،مولانا عبدالمالک منصورہ، مسلم لیگ ن کے پیر صابر شاہ، خواجہ خلیل احمد جانشین خواجہ خان محمد صاحب مرحوم،خواجہ مولانا عبدالماجد صدیقی خانقوال، ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری، ، امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید،سربراہ جماعت اہل سنت مولانا محمد احمد لدھیانوی، حامد میر اسلام آباد، رحیم اللہ یوسفزئی پشاور،مولانا الیاس گھمن ،شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان،مولانا قاضی محمد نسیم کلاچی،مولانا قاضی نصیر الدین کلاچی،مولانا انوار الحق کوئٹہ،مولانا فضل الرحمٰن درخواستی،مولانا محمد امجد خان لاہور،مولانا نورالحق قادری سابق ایم این اے،مولانا عبدالجبار ناصر،مولانا سید عبداللہ شاہ مظہر، مفتی منصور احمد، ناظم وفاق المدارس قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا طاہر اشرفی علماء کونسل لاہور،مولانا زاہد محمود قاسمی فیصل آباد، امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق ،جناب لیاقت بلوچ، امیر انصار الامۃ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، میجر عامر،مولانا محمد طیب طاہری،چیئرمین شیخ زائد اسلامک سنٹر پشاور ڈاکٹر دوست محمد خان، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی حقانی، مکتب الدعوۃ سعودی عرب کے شیخ محمد سعد الدوسری، جنرل حمید گل مرحوم کے صاحبزادے عبداللہ گل ،ترکی کے نائب سفیر جناب یاسین ، پاکستان شریعت کونسل کے سربراہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، مولانا زاہد الراشدی ، جمعیۃ علماء اسلام ف کے مرکزی رہنما حافظ حسین احمد، مولانا قاری محمد عثمان کراچی ، مولانا میاں محمد اجمل قادری کے صاحبزادے مولانا احمد علی ثانی ،جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم مولانا محمد طیب ،ممبر قومی اسمبلی مولانا گوہر شاہ، مولانا غلام صادق، جماعت اسلامی کے پروفیسر محمد ابراہیم ،شبیر احمد خان، اور صوبائی امیر مشتاق احمد خان ، جماعت الدعوۃ کے قاری یعقوب شیخ ، مولانا اصلاح الدین حقانی لکی مروت ، مفتی غلام الرحمٰن، مولانا قاری عبداللہ بنوں، مفتی عبدالرحیم مہتمم جامعۃ الرشید، مولانا سید عدنان کاکاخیل، مولانا مفتی محمد رویس خان آزاد کشمیر، مولانا محمود الحسن اشرف آزاد کشمیر، حافظ محمد ایوب خان ڈسکوی، قاری عبدالمنان انور کراچی،مولانا مفتی ابرار،مولانا سعید عبدالرزاق،مولانا عصمت اللہ،مولانا منظور احمد مینگل، مولانا اشرف علی راولپنڈی،مولانا قاری

عتیق الرحمن، مولانا عبدالمعبود، پروفیسر مولانا اسلم نقشبندی،ڈپٹی کمشنر حاجی اشرف علی مروت، مولانا عبدالخالق ہزاروی اسلام آباد، پروفیسر قبلہ ایاز، مولانا مطیع الانوار فاضل دیوبند،مولانا امداد اللہ یوسفزئی جامعہ بنوریہ نیو ٹاؤن، عالمی تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالحفیظ مکی ،اقراء روضۃ الاطفال کے نگران مفتی خالد محمود اور جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مدرس اور ماہنامہ بینات کے مدیر مولانا اعجاز مصطفیٰ ،مولانا مفتی محمد جمیل شہید کے فرزند مولانا محمد سلمان ،مولانا محمد مکی جبکہ شمالی اور جنوبی وزیرستان کے گرینڈ جرگہ کے ۴۴ ممبران تعزیت کیلئے تشریف لائے۔

زیر تعمیر جامع مسجد کے حوالے سے مردان میں مشاورتی اجلاس

☆ ۲۶ دسمبر کو دارالعلوم حقانیہ کی زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے حوالے سے مردان میں فضلا و متعلقین دارالعلوم حقانیہ کا مشاورتی اجلاس مولانا محمد اکرام الحق حقانی کی جامع مسجد باغ میں منعقد ہوا، اجلاس میں ضلع مردان اور اس کے مضافات سے فضلاء نے شرکت کی، دارالعلوم حقانیہ کے شیوخ واساتذہ ،حضرت مہتمم صاحب ،مولانا انوار الحق ،مولانا عبدالحلیم دیر بابا ،مولانا مغفور اللہ بابا ،مولانا سعید الرحمن ،مولانا سید یوسف شاہ، مولانا عرفان الحق ،مولانا سلمان الحق ،مولانا اسرار مدنی ،مولانا لقمان الحق صاحبان وغیرہ نے شرکت کی اجلاس سے پہلے مولانا اکرام الحق نے شیوخ حقانیہ کوایک پر تکلف ظہرانہ دیا۔جس میں مردان کے اہم علمی شخصیات مولانا سجاد الحجابی وغیرہ نے شرکت کی۔

دعائے مغفرت کی اپیل : ☆ میاں حضران باچا دارالعلوم حقانیہ کے قدیم ممبر ومعاون خصوصی اورجناب میاں فیصل صاحب کے برادر اصغرجاوید شاہ انتقال کرگئے، حضرت مہتمم صاحب نے نماز جنازہ پڑھا۔والد گرامی اور حضرت مولانا انوار الحق سمیت دیگر اساتذہ نے تعزیت کی

☆ ۱۸ دسمبر کو دارالعلوم حقانیہ کے اولین اورقدیم ترین فاضل مولانا قاضی فضل سبحان کی وفات پر چارسدہ عمرزئی تشریف لے گئے جنازہ پڑھانے سے قبل تعزیتی خطاب بھی فرمایا۔

☆ ۲۳ دسمبر کومولانا محمد طیب طاہری امیر اشاعت التوحید کے جواں سال اور اکلوتے فرزنداور میجر عامر کے بھتیجے محمد یمان ٹریفک حادثے میں شہید ہوئے۔حضرت مولانا سمیع الحق تعزیت کیلئے پنج پیر تشریف لے گئے۔

☆ رفیق موتمر المصنفین مولانا فہد مردانی کے دادا اور قاری محمد یونس صاحب کے والد حاجی امیر نواب خان کی وفات پر مردان تشریف لے گئے اور جنازہ پڑھایا۔

☆ دارالعلوم کیساتھ یوم تاسیس سے وابستہ خاندان کے بزرگ حاجی نصر اللہ خان خٹک اور سٹیبلشمنٹ کے اہم وفاقی عہدوں پر فائز جناب حبیب اللہ خٹک جہانگیرہ کے والد انتقال فرماگئے، نماز جنازہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے پڑھایا، نائب مہتمم مولانا انوار الحق ودیگر اساتذہ اراکین نے شرکت کی۔

☆ اکوڑہ خٹک مصری بانڈہ کے سرکردہ شخصیت سابق صوبائی وزیر قومی اسمبلی کے رکن جناب ولی محمد خان صاحب انتقال فرماگئے نماز جنازہ مولانا انوار الحق نے پڑھایا بعد میں حضرت مہتمم صاحب نے انکے گھر جاکر تعزیت کی۔

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

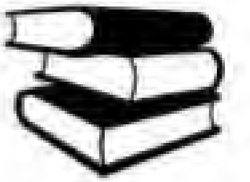

تعارف وتبصرہ کتب

● مجلہ ''صفدر'' فتنہ غامدی نمبر .... مولانا جمیل الرحمٰن عباسی و مولانا احسن خدامی

مجلہ صفدر مسلکی مسائل کے حوالے سے معروف مجلہ ہے جوکہ علماء دیوبند میں مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی یاد میں ایک عرصے سے شائع ہوتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''فتنہ غامدی نمبر'' (جلد اول) مجلہ صفدر کی خصوصی اشاعت ہے جوکہ معروف سکالر جاوید احمد غامدی (بانی المورد و ماہنامہ اشراق لاہور) اور ان کے حلقہ فکر کی دینی تعبیر اور تفردات کی تردید میں لکھے گئے تحقیقی وتنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔

یہ خصوصی اشاعت سات ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں خصوصی اشاعت کا مقصد، پس منظر اور طریقہ کار پر تفصیلی مضامین شامل ہیں، دوسرے باب میں غامدی صاحب کی دینی فکر کے حوالے سے علماء کرام کے تاثرات اور اس خصوصی نمبر کیلئے جید علماء کرام کے پیغامات بھی شامل اشاعت ہیں، جس میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ قابل ذکر ہیں، البتہ مولانا محمد نافعؒ کی تحریر غیر متعلقہ ہے۔ تیسرا باب ''قلمی وعلمی فتنے'' کے عنوان سے ہے جس میں علماء کرام کی مسلکی وابستگی بتفردات کے نقصانات وغیرہ کے حوالے سے مضامین شامل ہیں۔ اس باب میں جناب خالد جامعی صاحب کا مضمون خاصے کی چیز ہے، چوتھے باب میں جاوید احمد غامدی کا تعارف وپس منظر کے عنوان سے پانچ مضامین شامل ہیں، جس میں مفتی ابولبابہ صاحب کا مضمون بعض حوالوں سے کافی دلچسپ جبکہ زبان وبیان کے اعتبار سے کافی غیر سنجیدہ اور جارحانہ ہے، جس کا آخر میں انہوں نے خود بھی اعتراف کیا ہے۔ ایک دوسری جگہ مفتی صاحب نے مولانا حمید الدین فراہی کو انگریز ایجنٹ ثابت کیا ہے۔ شاید فراہی صاحب کے بارہ میں مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تحریریں ان کی نظر سے نہیں گزری۔ پانچویں باب میں ''غامدی افکار کا تحقیقی محاسبہ'' کے عنوان سے پچیس مضامین شامل ہیں۔ اس میں کچھ مضامین خالص علمی اور تحقیقی ہیں، جس میں غامدی صاحب کے صریح غلطیوں اور گمراہیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس باب میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا مضمون اسلام اور ریاست (جوابی بیانیہ) موجودہ پس منظر میں انتہائی اہم ہے کیا بہتر ہوتا کہ غامدی صاحب کا مضمون بھی شامل اشاعت ہوتا تو قارئین بڑی آسانی سے غامدی صاحب کے موقف کو غلط ٹھہراتے (اگرچہ ایک اقتباس شامل ہے) اسکے علاوہ باقی مضامین انتہائی تحقیقی اور علمی ہیں، باب ششم میں ''غامدی مذہب کا عمومی جائزہ''

بیان کیا گیا ہے جبکہ باب ہفتم غامدی صاحب کے حوالے سے ''فتاویٰ جات'' ہیں، مفتی حمید اللہ جان صاحب کا فتویٰ انکے غیرت ایمانی یا دینی جذبے کا مظہر ہے، فتاویٰ جات میں مطابقت پیدا کرنے کی کافی گنجائش ہے مثلاً ایک فتوے کے نزدیک زندیق دوسرے کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج تیسرے کے مطابق اہل سنت سے خارج ہے جبکہ آخری فتویٰ میں ملحد اور بے دین ثابت کیا گیا۔ بیک ٹائٹل پر غامدی صاحب کے کتابوں سے لئے گئے اقتباسات ان کے دینی تعبیر کو جمہور سے منحرف ہونے میں کافی ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔ بہر حال ۶۰۰ صفحات پر مشتمل مسلکی جذبات سے معمور یہ ضخیم نمبر مولانا احسن خدامی، حمزہ احسانی، مولانا جمیل الرحمن عباسی سمیت تمام ٹیم کی محنتوں کا ثمرہ ہے یقیناً وہ اس تحقیقی اور علمی اشاعت پر ہم سب کی طرف سے شکریے اور تحسین کے مستحق ہیں۔ آخر میں ایک تجویز: کتاب پڑھتے وقت اکثر جگہوں پر تحریر کا لب ولہجہ انتہائی جارحانہ ہو جاتا ہے، اگر غامدی صاحب کی فکر کے خلاف کوئی تحقیقی اور ٹھوس کتاب لکھی جائے جسکا لہجہ نرم انداز سلیس اور غیر جارحانہ ہو تو ممنون رہیں گے، تاکہ جدید طبقے میں اس کو پھیلایا جائے اور اس فکر کی ہولناکیوں سے نئی نسل کو آگاہ کیا جائے ایسے موضوعات میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مولانا سمیع الحق مدظلہ اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ وغیرہ کے اسلوب اور انداز بیان سے کافی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ظاہری وباطنی فتنوں سے امت کو محفوظ رکھے، امین۔ مضبوط جلد بندی، اعلیٰ کاغذ، اور مناسب کتابت پر مشتمل یہ علمی سوغات مولانا احسن خدامی مکان نمبر ۴ گلی نمبر ۸۲ محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ اچھرہ لاہور سے ۲۰۰ روپے بغیر ڈاک خرچ دستیاب ہے۔ 0307-5687800

● اسراف کیا ہے؟ ....مولانا قاری اسد اللہ حقانی

ضخامت ۲۳۶ صفحات ناشر: دار الحسینی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

مولانا قاری اسد اللہ حقانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ایک ہونہار فاضل، حافظ اور مجود قرآن ہونے کیساتھ ساتھ کامیاب مدرس بھی ہیں، جامعہ فریدیہ چارسدہ میں درس وتدریس سے منسلک ہے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود قلم قرطاس سے نہایت درجے کی محبت ودلچسپی اور تصنیف وتالیف کا ملکہ رکھتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''اسراف کیا ہے؟'' قاری صاحب کی ذوق وشوق کا مرہون منت ہے جسمیں انہوں نے اسراف کے متعلق تمام امور کو جمع کیا ہے۔ اسراف وتبذیر قرآن وحدیث اور اقوال وآثار کے روشنی میں، اسراف کی چند مختلف صورتیں قرآن سے، عقائد میں حد سے تجاوز، عبادات بدنیہ میں اسراف، عبادات مالیہ میں اسراف، اکل وشرب میں اسراف، اکل حرام اور اسراف، حالت اکراہ واضطرار میں اسراف، رسم ورواج میں اسراف بلباس میں اسراف، کلام میں اسراف، شوقیہ اشیاء میں مال صرف کرنا، کھیل کھود میں

اسراف ،بدعات اوراسراف تعمیرات میں اسراف، امراء اور حکمرانوں کا اسراف ،حدود وتعزیرات میں اسراف، تکفین وتجہیز میں اسراف ، اسراف کے حوالہ سے متفرق مسائل ۔ ان تمام مسائل اور موضوعات پر فاضل مؤلف نے تین سال محنت کر کے ایک ایسے کتاب کو مرتب کیا جو تشنگان علم وفضل کو وافر ذخیرہ فراہم کرتا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کا اندازہ ان کے دسترخوان ،خوراک ملباس ،وغیرہ ہی سے لگایا جاسکتا ہے موصوف نے کمال کردیا کہ اس اہم موضوع پر مفصل کتاب لکھ کرامت کی رہنمائی اور اسراف سے بچنے کی راہیں متعین کیں۔ کتاب کے متعلق استاد مکرم مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب" یوں رقمطراز ہے۔ "میری نگاہ سے اس موضوع پر ایسی ہمہ گیر جامعہ مانع تالیف نہیں گزری جسمیں عقائد ،عبادات ،معاملات ،معاشرات ،سیاسیات ،اداب ،اخلاقیات ،دعوت وارشاد اور دیگر بے شمار مباحث وامور میں اسراف پر تحقیقانہ انداز میں مدلل کلام موجود ہوں۔" موصوف نے بڑی محنت ، اورعرق ریزی سے بکھرے ہوئے جواہر پاروں کو جمع کر کے ایک جدید علمی خزینہ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے ۔اللہ موصوف کو مزید علمی کاموں کی توفیق دے اوراس عظیم کاوش کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ (مبصر: مولانا اسلام حقانی)

- **فتح المنان فی حکم البیع اذا ظہر فیہ الزیادۃ او النقصان** ......مولانا مفتی عبیدالرحمٰن

ضخامت ۸۵صفحات ناشر: مرکز البحوث الاسلامیہ مردان 03133736809

فقہ کی کتابوں میں کتاب البیوع کے اندر ایک معرکۃ الاراء مبحث "اصل وصف" موجود ہیں اور یہ مبحث ایک مسئلہ کیساتھ وابستہ ہے کہ مبیع میں کمی یا زیادتی ظاہر ہوجائے تو کیلی اشیاء میں کیا کریں گے اور موزونی اشیاء میں کیا کریں گے؟ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جسے اساطین علم اور شہسواران درس وتدریس نے اپنے اپنے اسلوب اور انداز سے اپنی تقریرات میں حل کیا ہے۔

زیرتبصرہ کتاب اس مشکل مسئلہ کے متعلق ہے جو محترم مفتی عبیدالرحمٰن صاحب کی تصنیف ہے موصوف کو اس کتاب کی تیاری میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس کتاب کو تیار کیا ہے۔اس کتاب میں انہوں نے اصل وصف کی وضاحت ،اسکے اصول ،ضوابط ،اور قواعد ،اوراس مسئلہ کے متعلق فقہائے احناف کی عبارات کی تشریح اور اشکالات کا جائزہ ،عصر حاضر میں اس کی منطق ان تمام امور پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اہل علم وفضل پر احسان عظیم فرمایا کتاب کا اسلوب عام فہم ،طریقہ استدلال سادہ تفہیم مسائل آسان۔ مفتی عبیدالرحمٰن صاحب نہایت ہی اچھے قابل مدرس درس وتدریس کے ساتھ ایک جید محقق بھی ہیں مصنف کا اس سے پہلے بھی ایک کتاب "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" نے اہل علم وفضل سے داد تحسین وصول کرچکے ہیں اوراب بھی ایک اہم مسئلہ "مسئلہ تکفیر" پر لکھتے رہتے ہیں۔ اللہ مزید لکھنے کی توفیق سے نوازے اوراس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔

ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر

سید شیر علی شاہ صاحب مدنیؒ

(حیات وخدمات نمبر)

عالم اسلام کے عظیم مفسر اور دارالعلوم حقانیہ کے جید شیخ الحدیث کی حیات وخدمات پر تیزی سے کام جاری ہے جس میں شیخ مرحوم کی حیات وخدمات 'علم و فضل' حق گوئی و بے باکی' ذوق شعر وادب' تصنیفی' تالیفی کاوشیں' دعوتی وتدریسی کارنامے' ردِ فرق باطلہ' سیاسی وجہادی جدوجہد' عرب و عجم میں بے پناہ مقبولیت جیسے وقیع عنوانات' پاکستان اور بیرونی ملک کے اصحاب علم و دانش اور ارباب قلم کے حضرت شیخؒ کو خراج عقیدت پر بہترین تاریخی سیاسی اور مذہبی دستاویز کا مجموعہ اور عروج وزوال اور اقبال وادبار کا تاریخی اثاثہ ہے۔

(نوٹ) مزید اصحاب قلم اور متعلقین وتلامذہ و محبین حضرت شیخ پر لکھنا چاہیں تو خصوصی اشاعت کے صفحات میں گنجائش موجود ہے لیکن کمپوز شدہ مضامین کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطے کے لئے:

مولانا راشد الحق سمیع۔ مولانا اسرار ابن مدنی

03329174191-0923-630435

Editor_alhaq@yahoo.com